هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۶ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ
۱۱ دسمبر ۱۹۶۴ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: ...لى عَلَىَّ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِى ...كِتَابٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ ...نَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...كَانَ يَقُولُ فِى دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوبَةٍ ...لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ ...لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ ...عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ: اَللّٰهُمَّ لَا ...مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِىَ لِمَا ...مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ ...الْجَدُّ"، وَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ ...يَنْهٰى عَنْ قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةِ ...الْمَالِ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ، وَكَانَ ...يَنْهٰى عَنْ عُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدِ ...الْبَنَاتِ، وَمَنْعٍ وَهَاتِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ورّاد کاتب مغیرہ بن ...شعبہؓ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ...نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے حضرت ...معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک ...لکھوایا۔ جس میں یہ تحریر تھا کہ نبی ...کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے ...بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے (جس کا ترجمہ ...یہ ہے) اللہ تعالٰے کے سوائے کوئی ...عبادت کے لئے لائق نہیں ہے، وہ اکیلا ...ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے ...لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریف ...ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ...اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں ہے ...اس چیز کو جو تُو دے اور کوئی دینے ...والا نہیں ہے جسے تُو روک لے۔ اور ...کسی بزرگی والے کی بزرگی تیرے سامنے ...نفع نہیں دے سکتی۔ اور حضرت امیر ...معاویہؓ کو یہ بھی لکھا کہ رسول اللہ صلی ...اللہ علیہ وسلم نے قیل و قال (لایعنی گفتگو) ...اور مال کے ضائع کرنے اور کثرتِ سوال ...سے منع فرمایا ہے۔ اور آپ ماں باپ ...کی نافرمانی کرنے، بیٹیوں کو زندہ درگور ...کرنے اور حقدار کو اس کا حق نہ دینے ...اور ظلم سے کسی چیز کے لینے سے منع ...کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُشِرْ أَحَدُكُمْ إِلٰى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِى لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِى يَدِهٖ فَيَقَعُ فِى حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے معلوم نہیں کہ شیطان اس کے ہاتھ سے (ہتھیار) نکلوا دے (اور نتیجہ یہ ہو کہ وہ مسلمان کے مارنے کی وجہ سے) دوزخ کے گڑھے میں گر پڑے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِىُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ننگی تلوار نکال کر دینے سے ممانعت فرمائی ہے (امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے)

عَنْ أَبِى الشَّعْثَاءِ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا مَعَ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ فِى الْمَسْجِدِ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِى فَأَتْبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصَرَهُ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ:۔ حضرت ابوالشعثاء سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی تو ایک شخص مسجد سے کھڑا ہو کر چل دیا۔ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے گھورنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابوالقاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمِلِ طَيِّبُ الرِّيحِ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس کے سامنے ریحان (خوشبو) پیش کیا جائے وہ اس کو واپس نہ کرے۔ کیونکہ وہ وزن میں ہلکی اور خوشبو میں اچھی ہوتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِى بَكْرَةَ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنٰى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ! قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ، يَقُولُهُ مِرَارًا، إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَرٰى أَنَّهُ كَذٰلِكَ وَحَسِيبُهُ اللهُ، وَلَا يُزَكِّى عَلَى اللهِ أَحَدٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تذکرہ آیا تو دوسرے شخص نے اس کی مدح بیان کی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خاموش رہو تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ آپؐ نے چند بار اسی طرح فرمایا۔ پھر اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اگر کوئی شخص تم میں سے اپنے بھائی کی ضرور ہی تعریف کرے تو یہ کہہ دے کہ میں فلاں شخص کو ایسا ایسا گمان کرتا ہوں۔ اگر وہ اس کے علم میں ایسا ہی ہو اور اللہ تعالٰے اس کا حساب دان ہے۔ اور خدا کی طرف سے کوئی کسی کو معلوم نہیں کر سکتا۔ (بخاری و مسلم)

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

ہفت روزہ
خدّام الدین
لاہور

سالانہ چندہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰	۶ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۶۴ء	شمارہ ۳۰

معاشرتی برائیوں کا سیلاب

زمانہ جیسے جیسے آگے کی طرف قدم بڑھا رہا ہے معاشرتی برائیوں کا سیلاب کچھ اس سے بھی تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا جاتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تباہ کاریوں نے سارے کے سارے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ کوئی شہر، کوئی قریہ اور کوئی آبادی خواہ دیہاتی ہو یا شہری اس کی دستبرد سے محفوظ نہیں۔ زنا، فحاشی، عریانی، لوٹ مار، دغابازی، دروغ گوئی، بددیانتی، رشوت، بداخلاقی اور قتل و غارت گری کی اس قدر فراوانی ہے کہ شاید ہی اللہ کے کسی خاص بندے کا دامن محفوظ ہو ورنہ ہر فرد کسی نہ کسی رنگ میں ضرور ملوّث نظر آئے گا۔ کوئی اخبار اٹھا لیجئے کسی فرد سے گفتگو کیجئے، لیڈروں سے پوچھئے یا ادیبوں اور دانشوروں کو ٹٹول دیکھئے سب کے سب معاشرتی برائیوں اور اس سلسلے میں وقوع پذیر ہونے والی وارداتوں کا رونا روتے نظر آئیں گے۔ مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات — یہ سیلاب ایسا ہے کہ جس کو بند باندھا ہی نہیں جا سکتا۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ کیا یہ ملک جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا اس میں ایسی خباثتوں کا وجود ہونا چاہیئے تھا؟ پاکستان کا مطلب کیا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کا نعرہ کیا اسی مقصد کے پیش نظر لگایا گیا تھا کہ اس ملک میں برائیوں کو فروغ ہو؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ نعرہ اپنے سچے جواب سے محروم ہے اور اسلام اس ملک میں اُسی طرح مظلوم ہے جس طرح پہلے تھا —

ہمارا یقین ہے کہ اس ملک کے عوام اب بھی اسلام کے شیدائی ہیں۔ لیکن سیاستدان اسلام اور قرآن کا نام محض سیاست کے طور پر استعمال کرتے رہے ہیں اور انہوں نے کبھی صدق دلی سے یہ کوشش نہیں کی کہ اس ملک میں اسلامی قدروں کو فروغ دیا جائے۔ اور اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشرتی برائیوں کا سیلاب رُکنے میں نہیں آتا اور ملک میں ایسے لوگوں کی اکثریت ہے جو اپنی عزت کو محفوظ نہیں پاتے۔ تھانوں اور عدالتوں میں رشوت کے بغیر کام نہیں اور گلی محلّوں میں غنڈہ گردی کا راج ہے۔ رہ گئیں مسجدیں اور خانقاہیں تو وہاں ایسے مولویوں اور پیروں کی کثرت ہو گئی ہے جو نذر و نیاز یا تقریر کرائی کے نام پہ شرعی فیسیں وصول کئے بغیر عام مسلمانوں سے بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتے جہاں تک بڑے صاحبوں کا تعلق ہے اُن میں سے اکثر کے چہروں پر سرخیاں ہی مالِ حرام کی بتائی جاتی ہیں

ع

غریبوں کا لہو جن کی خوراکوں میں شامل ہے
انہی چہروں پہ رنگ و نور کیوں ہے ہم نہیں سمجھے

اب اندازہ فرمایئے کہ ان حالات میں معاشرتی برائیوں کی اصلاح کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ سوائے اس کے کہ حکومت سے کہا جائے کہ وہ احتساب کا ڈنڈا آزمائے، شرعی قوانین کی ترویج و اشاعت کی کوشش کرے اور عوام اپنے آپ کو صحیح اسلامی رنگ میں صدق دلی سے ڈھالنے کی کوشش کریں یا بصورتِ دیگر عذابِ الٰہی کا انتظار کریں۔

کس قدر حیرت اور شرم کا مقام ہے کہ یہ ملک اسلامی مملکت کہلاتا ہے۔ اور اس ملک میں رہنے والوں کی اکثریت مسلمان ہے لیکن پھر بھی یہاں معاشرتی برائیوں کو فروغ ہو رہا ہے حالانکہ مسلمان عالم وجود میں ہی اس لئے آیا تھا کہ نیکی کو فروغ ہو، برائیوں کا خاتمہ ہو جائے۔ انسانوں اور قوموں کے اخلاق و کردار کی اصلاح کرے۔ بدکرداری، قتل و غارتگری اور لوٹ مار کو نیست و نابود کرے — رشوت خوری، سودی لین دین اور بیحیائی کی لعنت سے انسانیت کو چھٹکارا دلائے اور اس دنیائے دوں کو جنتِ ارضی بنا کر رکھ دے لیکن افسوس کہ یہی معلم اخلاق جس نے افق دنیا پر امن و آشتی، ایمان و اطاعت اور عدل و رحمت کا سورج چمکایا تھا اور جانشینانِ قارون و فرعون کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا خدائی نظام پیش کیا تھا۔ آج خود برائیوں اور بیحیائیوں کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔

آئیے! مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم اپنا فرض پہچانیں۔ اور اسلام کے ضابطۂ اخلاق اور نظام تمدّن کی جیتی جاگتی تصویر بننے کی کوشش کریں تاکہ دوسروں کے لئے ہم نمونہ بن سکیں۔ اور معاشرتی برائیوں کا ملک سے ہی نہیں تمام دنیا سے خاتمہ ہو جائے۔

مضمون نگار حضرات سے

بعض مضامین نگار حضرات اپنی نگارشات بھیجنے کے بعد متمنی ہوتے ہیں کہ وہ جلد از جلد اشاعت پذیر بھی ہو جائیں اور پھر وہ اس قدر عجلت پسندی کا ثبوت دیتے ہیں کہ خطوط پر خطوط بھیجنے شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح اپنے وقت کے ساتھ ادارہ کا وقت بھی ضائع کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے ہاں قاعدہ یہ ہے کہ مضامین کو ترتیب سے رکھ دیا جاتا ہے اور ان میں سے حسبِ پسند اور معیار کے مطابق مضامین چھانٹ لئے جاتے ہیں اور وہ بالترتیب شائع ہوتے رہتے ہیں۔ وہ مضامین جو قابلِ اشاعت نہ ہوں انہیں ایک طرف رکھ دیا جا

مجلس ذکر ۲۷ر رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۳ر دسمبر ۱۹۶۴ء

تحفۂ معراج

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ
الذین اصطفٰی ۔ اما بعد

بزرگان محترم!

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا اور مزید احسان و شکر ہے کہ ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ ہمارے کئی مسلمان بھائی ایسے ہوں گے ۔ جو اس وقت لغو و فضول کاموں میں مصروف اپنا وقت ضائع کر رہے ہونگے یہ ان کی دین سے بے تعلقی اور بے توجہی کی دلیل ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اعلان حق کرنے پر ہم مجبور ہیں ۔ کہیں کل کو قیامت کے دن ہم پکڑے نہ جائیں کہ تم کیوں گونگے شیطان بنے ہوئے تھے ۔ بدکار اور بے عمل لوگوں کے ساتھ حق کو چھپانے والے بھی پکڑے جاتے ہیں ۔ اللہ کے عذاب سے صرف انبیاء علیہم السلام اور اُن کے ساتھی بچے ہیں ۔ جو ڈنکے کی چوٹ حق کا اعلان کرتے رہے۔

آج ہمارے ملک میں دین کے نام پر دیوالی منائی جاتی ہے ۔ اور اس طرح قوم کا لاکھوں روپیہ آتش بازی اور چراغاں پر ضائع کیا جاتا ہے ۔ یہ سراسر اسراف اور فضول خرچی ہے ۔ اگر ان کو روکے تو جھٹ اس پر وہابی کا فتویٰ لگا دیتے ہیں ۔ حالانکہ ان کا حال یہ ہے ۔ کہ بیواؤں کی خدمت کرتے نہیں ۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کرتے (الا ما شاء اللہ) دین کی تعلیم کا فروغ کرتے نہیں نماز کے قریب تک پھٹکتے نہیں حرام چھوڑتے نہیں ۔ اور بڑھ چڑھ کر نام و نمود اور دکھاوے کے لئے روپیہ ان لغو اور فضول کاموں میں خرچ کریں گے۔

آج مسلمانوں نے معراج کی رات کو دیوالی کی طرح تو منا لیا خوب دل کھول کر فضول خرچی کی اور اللہ کو ناراض کیا لیکن ان عشق رسولؐ کا دعوےٰ کرنے والوں کو معراج کے تحفہ کی کوئی پرواہ نہیں۔

معراج کی رات میں حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک بیش بہا نعمت اور تحفہ عطا کیا گیا ۔ اور وہ ۵ وقت کی نماز تھی ۔ جس کے متعلق حضورؐ نے فرمایا ۔ کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ۔ قرآن مجید میں ۱۰۰ سے زائد آیات ایسی ہیں ۔ کہ جن میں صرف نماز کا حکم اور ترغیب دی گئی ہے مسلمان ہونے کے بعد سب سے اول فرض جو عائد ہوتا ہے ۔ وہ ۵ وقتہ نماز ہی ہے قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا ۔ مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والی چیز صرف نماز ہی ہے ۔ حضورؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من ترك الصلوٰة متعمدًا فقد كفر

جس نے نماز کو جان بوجھ کر چھوڑا وہ کافر ہوگیا۔

نماز ایک ایسی عبادت ہے ۔ جو کسی حالت میں بھی معاف نہیں جب تک انسان کے حواس باختہ نہ ہوں ۔ جنگ میں بھی نماز معاف نہیں ۔ سفر میں حکم ہے کہ آدھی نماز پڑھو ۔ لیکن معافی بالکل نہیں حضورؐ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کے لئے امت پر اتنا زور فرمانا ۔ کہ نماز کو کسی حالت میں نہ چھوڑنا ۔ اور ہمارا حال یہ ۔ کہ دعوےٰ ہے محبت رسولؐ کا اور نماز ایک بھی نہیں ۔ اور بڑھ چڑھ کر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی

معراج کا واقعہ تو سب کو معلوم ہوگا ۔ کہ پہلے ۵۰ نمازیں فرض ہوئی تھیں پھر کم ہوتے ہوتے ۵ نمازیں رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ کہ جو ان ۵ وقت کی نمازوں کو اہتمام اور خلوص کے ساتھ پڑھے گا ۔ ثواب اس کو ۵۰ نمازوں ہی کا ملے گا ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو عمل کی توفیق عطا فرمائے

آج خوف خدا بالکل ختم ہو چکا ہے ۔ بے حیائی اور عریانی و فحاشی زوروں پر ہے ۔ ایمان اور اخلاق کو تباہ کرنے والی سب سے مہلک چیز آج کل سینما ہیں ۔ اس کے بعد ریڈیو اور گانے ۔ جو جگہ جگہ لگے ہوئے ہیں ۔ اور جن کو شرفاء بھی آج کل بُرا نہیں سمجھتے ۔ آج کل اکثر مسلمان آپ کو صبح نماز اور تلاوت قرآنی کی بجائے اخبار بینی میں مشغول نظر آئیں گے ۔ اور نماز کی جگہ سینما نے لے لی ہے ۔ جمعہ کے دن حال یہ ہے کہ عین جمعہ کے وقت کاروبار جاری ہیں ۔ حالانکہ اُس وقت کاروبار کرنا حرام ہے ۔ سودی کاروبار سے آج مسلمان کو پرہیز نہیں ۔ غرض یہ کہ دین کا سرے سے نام ہی نہیں ۔ مسلمانی کے کوئی کام نہیں صرف نام کے مسلمان ہیں ۔ یہ حال ہے اُس قوم کا جو دنیا میں سب سے بڑی مذہبی قوم کہلاتی ہے۔

حضرات! آپ اپنے حالات اور اعمال کا جائزہ لیں ۔ اپنی زندگیوں کو حضورؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کے مطابق بسر کریں ۔ آج اس ملک میں بے حیائی عریانی اور فحاشی کے کاموں سے بچنے کا صرف ایک حل ہے کہ قرآن کی تعلیم حاصل کریں درس میں بیٹھیں نیک صحبت اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کریں ۔ اپنے بیوی بچوں کو دینی تعلیم دلوائیں خود بھی ۵ وقتہ نماز باقاعدگی سے پڑھیں ۔ اور بیوی بچوں کو بھی پڑھوائیں ۔ یہی مومن کا معراج ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے آمین

"ایک سال میں بارہ اسلامی کتابیں"

انجمن خدام الدین لاہور کی ایک شاخ نوشہرہ ضلع پشاور میں قائم ہو چکی ہے اب ماہ جمادی الثانی ۸۴ھ سے ہر ماہ ایک اسلامی پمفلٹ شائع کر رہی ہے پہلا پمفلٹ شائع ہو چکا ہے ۔ جن حضرات کو شوق ہو وہ مبلغ ایک روپیہ برائے محصول ڈاک و پیکنگ اور ڈیڑھ روپیہ برائے چندہ امدادی (کل ۲½ روپے) منی آڈر فرمادیں ۔ ان کو ایک سال تک شائع ہونے والی سب کتب بھیج دیا جایا کریں گی ۔ اس طرح آپ ایک نیکی کام میں حصہ دار بھی ہونگے اور کتب بھی ملتی رہیں گی امید ہے کہ کثرت سے خریدار بن کر اسلام دوستی کا ثبوت دیں گے

پتہ :۔ مولانا احمد عبدالرحمن الصدیقی ناظم اعلیٰ انجمن خدام الدین صرافہ بازار

خطبۂ جمعہ: ۲۹ر رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۴ر دسمبر ۱۹۶۴ء

کتاب و سنّت

کا ہر حکم ہماری ابدی کامیابی و کامرانی کا سرچشمہ ہے

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی - امّا بعد - فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ۭ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًاہ

(پ ۲۶ سورہ الفتح - رکوع ۴)

ترجمہ :- وہی تو ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور سچّا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے ہر ایک دین پر غالب کرے اور اللہ کی شہادت کافی ہے -

بزرگانِ محترم !

دینِ حقہ کے غالب ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس کی نشر و اشاعت کرنے والے، اس کے نام لیوا اور اس کے علمبردار دنیا میں سربلند ہوں - قوت و حاکمیت اُن کے ہاتھ میں ہو - اور وہ کتاب و سنت کے قوانین کو جاری و ساری کریں - ان کی زندگیاں پاکیزہ اور منزہ ہوں - اور وہ دوسروں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیں -

قاعدہ

ہے کہ جو چیز محبوب اور معزّز ہو اُس کے متعلقات بھی محبوب و معزّز ہو جاتے ہیں - مثال کے طور پر صدر ایوب جب پاکستان کے صدر نہیں تھے تو ان کے وطن مالوف "ریحانہ" کو بہت ہی کم لوگ جانتے تھے بلکہ ملک کے کروڑوں افراد میں سے صرف چند کے علاوہ شاید "ریحانہ" کا نام بھی کسی نے نہیں سنا تھا - لیکن جب وہ صدر بن گئے تو "ریحانہ" کا حدودِ اربعہ اور وہاں کی آب و ہوا کے تذکرے رسائل و اخبارات میں ہونے لگے - اس کی وجہ محض یہی ہے کہ وہ مسندِ صدارت پر فائز ہونے کے باعث معزز و محترم ہو گئے اور اُن کے ساتھ ہی اُن کی جائے پیدائش و رہائش اور بستی کے بھی چرچے ہونے لگ گئے ——— یہ

مثال

فانی اور عارضی محبوب و محترم شخصیت کے متعلقات کی ہے - لیکن جسے قادرِ مطلق حق تعالےٰ شانہٗ اپنا محبوب قرار دے اور اسے دائمی عزت سے نوازے اُس کے متعلقات کی عزت و محبوبی تو ابدالآباد تک باقی رہنی چاہئے - اور انشاء اللہ ضرور رہے گی -

رحمت دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم

کے متعلقات میں سے قرآن عزیز آپؐ پر نازل ہونے والی کتاب ہے اور یہ ابدالآباد تک باقی رہے گی - حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو انشاء اللہ دنیا کی کوئی طاقت قیامت تک نہیں مٹا سکتی - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش مکہ معظمہ (بیت اللہ شریف) اور دیار النبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ کے چرچے جب تک یہ عالم کن فکاں موجود ہے ہوتے ہی رہیں گے - نہ کتاب اللہ کو دنیا کی کوئی طاقت مٹا سکتی ہے اور نہ ہی اس میں بیان ہونے والی آیاتِ بیّنات اور تذکروں کو صفحۂ ہستی سے مٹایا یا ختم کیا جا سکتا ہے - یہی حال دینِ اسلام کا ہے - یہ اللہ کا دین ہے اسے اللہ کے حبیب اور آخری رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے - یہ دین کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دار ہے - چنانچہ جب تک کتاب اللہ باقی ہے یہ دین باقی رہے گا - کتاب اللہ فانی کا کلام نہیں، کہ فنا ہو جائے یہ باقی کا کلام ہے اور جب تک باقی موجود ہے یہ کلام بھی باقی رہے گا اور انشاء اللہ کبھی فنا یا نیست و نابود نہیں ہوگا -

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ

فرمایا کرتے تھے دین کا مجموعہ ہے قرآن اور اس کی شرح ہے حدیث خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم ——— قرآن ہے "لاء" (LAW) اور حدیث ہے "بائی لاز" (BYLAWS) چنانچہ نہ قرآن ختم ہو سکتا ہے اور نہ اس کی شرح یا بائی لاز (BYE LAWS) ختم ہو سکتے ہیں -

قرآن مجید

کو عالمِ بالا میں بھی عزت حاصل تھی - یہی وجہ ہے کہ اسے پہلے لوح محفوظ پر اتارا گیا ہے - وہاں اسے بڑی حفاظت و احترام کے ساتھ کتابی اور مکمل صورت میں رکھا گیا - اور جس جگہ آسمانِ دنیا پر اسے نازل کیا گیا اُس کا نام "بیت العزت" رکھا گیا - چنانچہ قاعدۂ مذکورہ بالا کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ قرآن عزیز اپنے متعلقات کو اعزاز بخشتا گیا - یہ حقیقت کسی مسلمان سے ڈھکی چھپی نہیں کہ جس رات میں اسے نازل کیا گیا اس ایک رات کی عزت ہزار مہینوں سے بڑھا دی گئی - جس مہینے میں یہ نازل ہوا اس کی عزت تمام مہینوں میں اور اس مہینے کے شب و روز کی عزت تمام دنوں اور راتوں میں سب سے زیادہ قرار پائی - بالآخر قرآن عزیز اپنی منزل مقصود پر پہنچا اور وہ منزل تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ اطہر ———

نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ

اب اس قلبِ اطہر کی عزت یہ ہے کہ اگر خدا کی ساری مخلوق ایک طرف ہو اور یہ آئینۂ صافی ایک طرف ہو تو ساری مخلوق اس کے سامنے پرِکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی - پھر جس وجودِ مسعود میں یہ قلبِ اطہر رکھا گیا اُس کی شان یہ ٹھہری کہ وہ ساری کائنات کا سیّد اور امام بنایا گیا - نہیں نہیں بلکہ انبیاء اور مرسلین کا بھی سید اور امام ہوا اور کائنات کو یہ گواہی دینا پڑی کہ ع

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

یہ حقیقت اس قدر اظہر من الشمس ہے کہ نہ صرف مسلمانوں نے اس کی گواہی دی بلکہ ایک غیر مسلم شاعر پنڈت ہری چند اختر کو بھی بے اختیار ہو کر کہنا پڑا ؎

رُخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزم خیال میں نہ دُکان آئینہ ساز میں

غرض

قرآن عزیز سے جس جس کا تعلق ہوتا گیا اور جس جس نے صاحب قرآن جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق جوڑا اور ان کے نقشِ قدم پر چلا اُس کو عزت و کامرانی ملتی چلی گئی اور وہ انشاء اللہ آخرت میں بھی معزز و محترم اور کامیاب و کامران ہوں گے۔

مرشدنا و مولانا حضرت شیخ التفسیر قدس سرہٗ

فرمایا کرتے تھے کہ صرف نبوّت کا دروازہ اللہ تعالےٰ نے بند کیا ہے۔ لیکن باقی کمالاتِ نبویؐ ـــ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی برکت سے امت محمدیہؐ میں تا قیامت منتقل ہوتے رہیں گے۔ ظاہر ہے جو مسلمان قرآن پاک پڑھتا، اس پر عمل کرتا اور اپنے دل میں نورِ قرآن کو سمونے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا وہ درحقیقت اپنے قلب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کے مشابہ بنانے کی سعی کرتا ہے۔ اگر ایسے لوگ مسلمانوں میں اجتماعیت حاصل کر لیں تو یقیناً خداوند قدوس اس قسم کے مردانِ کار اور مومنوں کو اپنے وعدے کے مطابق سربلند و سرافراز فرمائیں گے۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

(پ ۴ - سورہ آل عمران - رکوع ۵)

ترجمہ:- اور سُست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایماندار ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام رحؒ

یہ آیات جنگ اُحد کے بارے میں نازل ہوئیں جب مجاہدین زخموں سے چُور چُور رہے تھے۔ ان کے بڑے بڑے بہادروں کی لاشیں آنکھوں کے سامنے مثلہ کی ہوئی پڑی تھیں۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اشقیاء نے مجروح کر دیا تھا اور اور بظاہر کامل ہزیمت کے سامان نظر آ رہے تھے۔ اس ہجوم شدائد و یاس میں خداوند قدوس کی آواز سنائی دی۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (دیکھنا سختیوں سے گھبرا کر دشمنانِ خدا کے مقابلے میں نامردی اور سستی پاس نہ آنے پائے۔ پیش آمدہ حوادث و مصائب پر غمگین ہو کر بیٹھ رہنا مومن کا شیوہ نہیں۔ یاد رکھو! آج بھی تم ہی معزز و سربلند ہو کہ حق کی حمایت میں تکلیفیں اٹھا رہے اور جانیں دے رہے ہو۔ اور یقیناً آخری فتح بھی تمہاری ہے ـــ انجام کار تم ہی غالب ہو کر رہو گے۔ بشرطیکہ ایمان و ایقان کے راستے پر مستقیم رہو اور حق تعالےٰ کے وعدوں پر کامل وثوق رکھتے ہوئے اطاعتِ رسولؐ اور جہاد فی سبیل اللہ سے قدم پیچھے نہ ہٹاؤ) اس خدائی آواز نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا۔ اور پژمردہ جسموں میں حیاتِ تازہ پھونک دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کفار جو بظاہر غالب آ چکے تھے زخم خوردہ مجاہدین کے حملہ کی تاب نہ لا سکے اور سر پر پاؤں رکھ کر میدان سے بھاگے۔

صحابہؓ کی مثال

فاروق اعظم حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ صحابہ کرام رضؓ نے کفار کے ایک قلعے کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ محاصرہ کو کافی دن لگ گئے کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی کہ وہ قلعہ سے باہر آ کر شکست مان لیں یا صحابہ قلعہ کے اندر داخل ہو کر کفار کو شکست دے دیں۔ اس حالت کی اطلاع دربار خلافت میں بھیجی گئی۔ امیرالمومنین نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ آپس میں مل کر بیٹھو اور سوچو کہ تم کسی حکم شریعت کی خلاف ورزی کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ جس کے باعث فتح میں تاخیر ہو رہی ہے اور قلعہ سر نہیں ہو رہا۔ چنانچہ صحابۂ کرام رضؓ نے جب آپس میں مل کر سوچا تو انہوں نے اپنی اس غلطی کا اعتراف فرمایا کہ اس اثناء میں وہ مجاہدین مصروفیات کے باعث وضو سے پہلے مسواک کرنے کی سنت ادا کرنا بھول جاتے رہے۔ اپنی اس غلطی پر مطلع ہو جانے کے بعد انہوں نے فوراً ہی کیکر کے درختوں سے مسواکیں کاٹیں اور پاس بہتی ہوئی ندی کے کنارے مسواک کرنے بیٹھ گئے۔ اللہ جل شانہٗ کو ان کی یہ ادا پسند آ گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کی برکت سے حقتعالیٰ شانہٗ نے ان کی مقصد براری فرما دی۔ ہوا یوں کہ دشمن نے قلعہ کی دیوار سے جھانک کر دیکھا تو تمام اسلامی لشکر مسواکیں منہ میں لئے ہوئے نہر کے کنارے بیٹھا تھا۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ مردم خور ہیں اور ہمیں کھا جانے کے لئے اپنے دانت تیز کر رہے ہیں اور اب ہم ان کے حملہ کی ہرگز تاب نہ لا سکیں گے۔ چنانچہ اس عمل کا دشمن کے دل پر اس قدر رعب طاری ہوا کہ انہوں نے خوف کے مارے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور اپنی شکست تسلیم کر لی۔

برادرانِ اسلام! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ عمل تھا کہ صرف سنت کے سہواً ترک پر بھی انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور انہیں پتہ چل گیا کہ ہماری ناکامی کی اصل وجہ فقط یہی ترکِ سنت ہے لیکن آج سنتیں تو ایک طرف رہ گئیں ہم فرائض تک کے تارک ہو رہے ہیں۔ اور ہمیں پھر بھی احساس نہیں ہوتا۔ کس قدر افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ ہمارے اسلاف تو سننِ عادیہ اور مستحبات تک کے ترک کو اپنے لئے سامانِ موت و ہلاکت خیال کرتے تھے مگر آج اگر فرائض و واجبات بھی قضا ہو جائیں تو مسلمانوں کے کانوں پر جُوں نہیں رینگتی اور نہ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے۔

یورپ کی اندھا دھند تقلید

یہ دین سے دوری محض اس لئے ہے کہ مسلمانوں نے شریعت کا دامن چھوڑ دیا ہے۔ اور کتاب و سنت کی تعلیمات سے منہ موڑ کر یورپ کی اندھا دھند تقلید شروع کر دی ہے۔ تمام دنیائے اسلام پر نظر دوڑائیے اور دیکھئے! ہے کوئی خطۂ زمین تمام دنیا میں ایسا جہاں اسلام اپنے

محمد شفیع عمرالدین (حیدر آباد)

وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

(۴)

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ نے کیا ہی موزون فرمایا ہے ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

یعنی اللہ تعالیٰ نے بادلوں، ہوا، چاند، سورج اور آسمانوں کو پیدا کرکے انہیں کام میں لگا دیا۔ ان میں میں تاثرات رکھے ہیں۔ بارشیں ہوتی ہیں۔ رات دن بدلتے ہیں۔ موسمیں بدلتی رہتی ہیں اور ان قدرتی اسباب سے ہمیں روزی ملتی ہے۔

لہذا بندے کا فرض ہے۔ کہ وہ بے انصاف نہ بنے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھا کر اس کا شکر بجا لاتا رہے اور اس کی بندگی میں لگا رہے۔ اور ہر حال میں اس کی طرف رجوع رہے

رجوع الی اللہ کرو

(۱) هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ۝ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ (المومن آیت ۱۳-۱۴)

ترجمہ۔ (اللہ) وہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ اور تمہارے لئے آسمان سے رزق نازل کرتا ہے۔ اور سمجھتا وہی ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے پس اللہ کو پکارو اس کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوتے اگر کافر برا مانیں۔

حاصل یہ نکلا

کہ آسمان سے بارش بھیج کر زمین سے انواع و اقسام کی چیزیں ہماری روزی کے لئے پیدا کرنا اللہ وحدہ لاشریک لہ کا کام ہے۔ اس لئے بندوں کو چاہئے کہ خالص اس کی عبادت کریں۔

(۲) قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ (السبا آیت ۲۴)

ترجمہ۔ کہہ دو تمہیں آسمانوں اور زمین سے کون رزق دیتا ہے۔ کہو اللہ بے شک ہم یا تم ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

یعنی آسمان اور زمین سے روزی کے سامان بہم پہنچانا صرف اللہ کے قبضہ میں ہے۔ اس کا اقرار مشرکین بھی کرتے تھے لہذا آپ تبلا دیں کہ یہ تم کو بھی مسلم ہے۔ پھر اُلوہیت میں دوسرے شریک کہاں سے ہو گئے۔

(وانا وایاکم) یعنی دونوں فرقے تو سچ نہیں ہیں ورنہ اجتماع نقیضین لازم آجائے۔ یقیناً دونوں میں ایک سچا اور ایک جھوٹا ہے۔ تو لازم ہے کہ سوچو اور غور کرکے سچی بات قبول کرو۔ اس میں ان کا جواب ہے۔ جو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ میاں! دونوں فرقے ہمیشہ سے چلے آئے ہیں کیا ضرور ہے جھگڑنا۔ سو تبلا دیا کہ ایک یقیناً خطا کار اور گمراہ ہے۔ باقی تعیین نہ کرنے میں حکیمانہ حسن خطاب ہے یعنی لو ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بہر حال ایک تو یقیناً غلطی پر ہو گا اب اوپر کے دلائل سن کر تم ہی فیصلہ کرو کہ کون غلطی پر ہے گویا مخاطب کو نرمی سے بات کرکے اپنے نفس میں غور کرنے موقع دیا جاتا ہے

فسادی نہ ہو

اللہ تعالیٰ نے یہود کو ہدایت فرمائی كُلُوا وَاشْرَبُوا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ (بقرہ آیت ۶۰)

ترجمہ۔ اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھاؤ پیو۔ اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو۔

(ف) یعنی پھر فرمایا حق تعالیٰ نے کھاؤ من وسلویٰ، اور پیو ان چشموں کا پانی اور عالم میں فساد مت پھیلاؤ۔ (حضرت شیخ الہندؒ)

لہذا

ہمارے ذمے بھی فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا رزق کھا کر ملک میں فساد نہ پھیلائیں۔ ملک میں فساد تب پھیلتا ہے جب حضرت خاتم النبیین سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہدایت قرآن مجید اور اس کی عملی شرح حدیث شریف پر عمل نہ کیا جائے بے دینی کی راہ اختیار کرنا فساد کی بدترین صورت ہے اور بربادی لاتی ہے۔ اور اس سے دونوں جہاں کے خسارے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بندہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ (الاعراف آیت ۱۶۰)

ترجمہ۔ اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا۔ لیکن وہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے

ذرا سوچو

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۝ (فاطر آیت ۳)

ترجمہ۔ اے لوگو! اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تم پر ہے۔ بھلا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے۔ جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہو۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں پھر الٹے کہاں جا رہے ہو۔

روزی رساں

انسانوں کو روزی دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے

بقیہ واللہ خیر الرازقین صـ سے آگے

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝

(بنی اسرائیل آیت ۷۰)

ترجمہ۔ اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے۔ اور خشکی اور دریا میں اسے سوار کیا۔ اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا۔ اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

یعنی آدمی کو حسن صورت نطق، تدبیر اور عقل و حواس عنایت فرمائے ہیں جن سے

دینوی و اُخروی

مضار و منافع کو سمجھتا اور اچھے بُرے میں تفریق کرتا ہے۔ ہر طرف

ترقی کی راہیں

اس کے لئے کھلی ہیں۔ دوسری مخلوقات کو قابو میں لاکر اپنے کام میں لگاتا ہے خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر یا دوسری طرح کی گاڑیوں میں سفر کرتا اور سمندروں کو کشتیوں اور جہازوں کے ذریعہ بے تکلف طے کرتا چلا جاتا ہے۔ قسم قسم کے عمدہ کھانے، کپڑے، مکانات اور دنیوی سائش و رہائش کے سامانوں سے منتفع ہوتا ہے۔

ان ہی آدمیوں کے سب سے پہلے باپ آدم علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے مسجود ملائکہ اور اُن کے آخری پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل مخلوقات کا سردار بنایا۔ غرض نوع انسانی کو حق تعالیٰ نے کئی حیثیت سے عزت اور بڑائی دے کر اپنی مخلوق پر فضیلت دی

عبادت الٰہی

اس لئے بندوں پر واجب ہے۔ کہ رزاق حقیقی کا شکر بجا لاتے رہیں۔ اور کفر و شرک سے دور رہ کر شرعی طریقہ پر اس کی عبادت کرتے رہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ (البقرۃ آیت ۱۷۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ۔ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں۔ اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

لطف الٰہی

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝

(الشوریٰ آیت ۱۹)

ترجمہ۔ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ جسے (جس قدر) چاہے روزی دیتا ہے اور وہ بڑا طاقت ور زبردست ہے یعنی یہ اللہ کی مہربانی ہے۔ جو نیک اور بد دونوں کی روزی عطا فرماتا ہے اور بندوں کے گناہوں کے باعث ان کی روزی بند کر کے نہیں بھوکا نہیں مرنے دیتا

اس لئے

ہمیں چاہیے کہ ہم بھی حق عبودیت بجا لاتے رہیں۔ اس کی عبادت میں لگے رہیں۔ تاکہ ہمیں آخرت کی نعمتیں بھی اس کے فضل و کرم سے مل جائیں۔

آخرت میں جنت کا ملنا

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ الطلاق آیت ۱۱)

ترجمہ۔ اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اس نے نیک کام بھی کئے۔ تو اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ... وہ ان میں سدا رہیں گے۔ اللہ نے اس کو بہت اچھی روزی دی ہے۔

(اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ)

عیسائیت سے توبہ

لاہور۔ جامعہ مسجد نہر والی گنج مغلپورہ میں بر موقعہ جمعۃ المبارک جے۔ ایس۔ آئی والٹرز ولد آئی والٹرز نے مولانا عبدالحی صاحب عابد خطیب مسجد کے ہاتھ پر عیسائیت سے توبہ کر کے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ اب اُن اسلامی نام غلام رسول رکھا گیا ہے یاد رہے مولانا عابد کے دست پر پہلے ایک عیسائی خاندان اور ایک مرزائی مسلمان ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرماوے

محمد اسلم عابد گنج مغلپورہ
لاہور

نقد و نظر

از مشتاق حسین بخاری

نام کتاب - عروج و زوال امت
ترتیب - امجد القادری صاحب
ناشر - بزم اشاعت چوک اردو بازار لاہور
صفحات - ۲۰۸ قیمت ۲ روپیہ صرف

یہ مجموعہ مقالات بزم اشاعت اردو بازار لاہور حال ہی میں شائع کیا ہے۔ حضرات مولانا ابوالحسن علی ندوی محمد تقی امین ظفر احمد عثمانی اور محمد منظور نعمانی صاحبان کی بصیرت افروز مقالات پر مشتمل ہے ندوی حضرت کی تمکمل خدمات اہل اسلام کی نظروں سے پوشیدہ نہیں بالخصوص جناب ابوالحسن علی ندوی کے نام سے تو پورا عالم اسلام متعارف ہے زیر نظر تالیف قوم کی دُکھتی ہوئی آگ پر ہاتھ رکھتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرونِ اُخریٰ میں درد دل رکھنے والے مصنفین نے قوم کی حالت پر بارہا رنج و غم کا اظہار کیا ہو اسباب و سے لے کر طریقہ علاج تک زیر بحث لایا گیا ہے۔

لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ہم میں احساس زیاں" کا فقدان ہو گیا ہے۔ مادی ترقی کو کو ہم لوگ مسلم قوم کی ترقی کہنے لگے ہیں حالانکہ یہ کوئی ترقی نہیں اور مسلمان اس ترقی کو مقصود بالذات سمجھ سکتا ہے۔ اصلی ترقی تو اس کا نام ہے جب ہم بہ حیثیت مسلمان جائزہ لیں کہ ہم نیابت الٰہی کے واحد مقصد کو پانے میں کامیاب ہوئے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں مسلمانوں کے اذہان کو ہموار کرنے کے بعد ایسی کتب کی بہت ضرورت ہے ہمیں اس بات کا افسوس قطعاً نہیں ہونا چاہئے کہ ہم دوسری اقوام کے دو بدو چل رہے یا نہیں یہ پسماندگی تو بالکل سطحی سی ہے۔ تنزل تو اس حالت کا نام ہے کہ جب مومن اور کافر کی پہچان ختم ہو جائے۔

کتاب مضامین کے لحاظ سے جس قدر بلند پایہ ہے اتنی ہی کتابت و طباعت اور کاغذ کے اعتبار سے ناقص ہے قیمت بھی کچھ زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

تاریخ کے [illegible]

ایک شکاری ایک شہید

یعقوب سروش

کوہ رُماۃ سے لے کر اُحد کی پہاڑیوں تک خوف ناک سناٹوں کا راج تھا۔ ریگزار کے اس وسیع و عریض خطہ پر جاں نثاران اسلام کے خون کا چھڑکاؤ سا ہو گیا تھا۔ انسانیت کی سربلندی اور سرفرازی کا علم اٹھائے ہوئے اللہ کے جو بندے آئے تھے، ان میں سے کئی ایک جام شہادت نوش کر کے اپنے پروردگار کے حضور میں پہنچ چکے تھے۔ جس طرف بھی نظر اٹھتی اس طرف انسانی جسم خاک و خون میں لتھڑے ہوئے دکھائی دیتے۔ ہاتھ، پاؤں، بازو سر اور انگلیاں کٹ کٹ کر پھیل گئے تھے۔ دُور کوہ رماۃ کے مشرقی حصے میں ایک مقدس جسد خاکی ایسا بھی تھا جس کا پیٹ چاک ہو گیا تھا اور آنتیں باہر نکل آئی تھیں۔ قریب ہی جگر کے چباتے ہوئے ٹکڑے دشمن کی بہیمت کی گواہی دے رہے تھے۔ اس جسم پر جگہ جگہ زخم تھے۔ کان، ناک اور انگلیاں کاٹ کر لاش کی بے حرمتی کی گئی تھی۔ انسانیت سوز مظالم پر درندگی بھی کانپ کانپ اٹھی تھی۔

اپنے بچھڑے ہوئے ساتھیوں پر آخری نظر ڈالتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ادھر آ نکلے۔ اور جب وہ اس آخری بگڑی ہوئی نعش کے قریب آئے تو جیسے ان کے سارے بدن پر جھرجھری سی دوڑ گئی — بے اختیار رحمت عالم کی آنکھوں کے پیالے چھلک آئے۔ اور آپؐ کی بھرائی ہوئی آواز سے رماۃ کی چھوٹی سی پہاڑی گونج اٹھی۔

"اے پیارے چچا! اور اے عبدالمطلب کے بہادر بیٹے حمزہ!! تم پر خالق کائنات کی ہزاروں رحمتیں نازل ہوں میں تمہاری نیکیوں کی گواہی دیتا ہوں — تم اپنے رشتہ داروں کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ آہ میرے عزیز چچا! اگر مجھے صفیہ کے حزن و ملال کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہیں اسی طرح چھوڑ دیتا کہ جانور اور پرند تمہارے جسم کو کھا جائیں۔ اور تم قیامت کے روز ان کے ہی شکم سے اٹھائے جاؤ"!

کتنی درد بھری آواز فضا میں بلند ہو رہی تھی — ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سرورِ کائنات کے ان درد و غم میں ڈوبے ہوئے جملوں کو سن کر کائنات پر سکتہ سا چھا گیا ہے۔ اُحد کی پہاڑیاں خاموش تھیں۔ ریگستان کی بے کراں وسعت جیسے لمبی لمبی سانسیں لینے لگی۔

ہاں یہ بگڑا ہوا پامال بدن محسنِ انسانیت کے چچا حضرت حمزہ کا تھا۔ وہ اپنے وقت کے ایک عظیم شکاری سمجھے جاتے تھے — صحرا نوردی ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ مشرق کے ماتھے پر ادھر سورج سونے کے تالاب میں ڈوب کر ابھر آتا ادھر وہ تیر و کمان سنبھال کر گھر سے باہر نکل جاتے — اس سپاہی منش کو دنیا کا کوئی غم نہ ستاتا — جب انہوں نے سنا کہ کوہ صفا پر کھڑے ہو کر ان سے دو برس کا چھوٹا اور امین و صادق کہلانے والا خاموش خاموش سا بھتیجا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک اچھوتا اور عجیب سا نعرہ بلند کر رہا ہے تو وہ آپ ہی آپ سوچنے لگے۔

"یہ محمدؐ بھی عجیب سا آدمی نکلا۔ اسے کام دھام ہے اور نہ شکار کا شوق۔ مگر بات تو ہے بڑی نرالی — خدا ایک ہے — اسی کو پوجو — اسی سے مانگو۔ اونہہ مجھے کیا — خدا ایک ہو یا کئی"!

یہ سوچتے سوچتے انہوں نے تیر اور کمان سنبھال لئے اور شکار کی تلاش میں نکل پڑے — کئی دن گزر گئے — ان کا بھتیجا بھٹکی ہوئی انسانیت کو پیام ہدایت دیتا رہا — اور ایک روز جب حضرت حمزہ شکار سے لوٹ رہے تھے تو ناگاہ ایک آواز سنائی دی۔

"ابو عمارہ!" ان کے تھکے ہوئے قدم معاً رک گئے — پیچھے ہٹ کر دیکھا۔ ایک لونڈی ان کی طرف بھاگی چلی آ رہی تھی۔

"اچھا ہوتا اگر تم کچھ پہلے آ جاتے۔ اور اپنے بھتیجے محمدؐ کا بُرا حال دیکھ لیتے"۔ وہ ہانپتی ہوئی کہہ رہی تھی "محمدؐ خانہ کعبہ میں خدا کی وحدانیت پر تقریر کر رہے تھے کہ ابوجہل نے ان کو روک کر سخت بُرا بھلا کہا اور بے حد ستایا"

حضرت حمزہ کے جسم میں جیسے آگ سی لگ گئی۔ "لیکن تم جانتے ہو ابو عمارہ! محمدؐ ایسے موقعوں پر کچھ جواب نہیں دیتے۔ وہ خاموشی کے ساتھ چلے گئے"۔

جناب حمزہ جوش میں بپھرے ہوئے شیر کی طرح تیز تیز خانۂ کعبہ کی طرف چل پڑے — جونہی ابوجہل کے پاس پہنچے اس کے سر پر زور سے کمان دے ماری —

"حمزہ! آج یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" ابوجہل کے ہم نشینوں نے پوچھا۔

"کیا تم بھی بددین ہو گئے ہو!!"

"ہاں" — حضرت حمزہ بول رہے تھے "مجھ پر اب حق واضح ہو گیا ہے"۔

اور پھر ان کی آواز میں طمانیت اور وقار کا انداز پیدا ہو گیا۔ "سن لو اے لوگو! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں سب سچ ہے! واللہ اب میں اپنی اس بات سے نہیں پھر سکتا۔ اگر تم سچے ہو تو آؤ مجھے روک کر تو دیکھ لو"۔

اور پھر سیر و شکار کا متوالا اب اسلام کے محاذ کا عظیم سپاہی بن چکا تھا۔ بدر کی لڑائی میں اللہ کے اس شیر نے عتبہ اور ولید جیسے سرغنہ کافروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان کے دستار پر شترمرغ کی کلغی جگمگا رہی تھی۔ اور دونوں ہاتھوں میں تھمی ہوئی تلواریں کافروں کے خرمن حیات پر بجلیاں بن کر گر رہی تھیں۔

آج اُحد کی لڑائی میں کفار قریش، غزوۂ بدر میں اٹھائی ہوئی ہزیمت کا بدلہ چکانے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے تھے۔ مشرک عورتوں کے جوش و خروش کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ ہندہ، ام کلیم، خالد کی بہن فاطمہ، برزہ، مصعب بن عمیر کی ماں خناس

سید خورشید حسن صاحب

ماہ رجب کی بدعاتِ سیئہ

امام جعفر صادقؒ کے کونڈے ــــ اور ــــ تبارک کی روٹیاں

سراسر غیر مشروع ہیں

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ اما بعد

اے اللہ والو! اے دین اسلام والو! اے قرآن و حدیث والو! اللہ کے واسطے اللہ سے ڈرو! دین میں فتنے رکھنے اور بدعتیں نہ نکالو! رجب کی بائیس کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نام سے جو یہ کونڈوں کی رسم ہند و پاک کے اکثر شہروں میں منائی جاتی ہے اس کا دین اسلام میں کہیں کچھ پتہ نشان نہیں۔ یہ رسم بالکل بے اصل و سند محض بدعت سیئہ ہے جس کے کرنے سے نیکیاں اور خیر و برکت برباد و ضائع ہو جاتی ہیں۔ خدا کے لئے بدعت کو چھوڑ دو۔

حضور نبی مصطفیٰ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے بدعتی کے متعلق فرمایا ہے۔ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ الصَّاحِبِ بِدْعَةٍ (ابن ماجہ) یعنی اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ روزہ قبول فرماتا ہے نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض۔ بدعتی شخص اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے آٹے میں سے بال۔

مومن کی صفت

قسم ہے پیدا کرنے والے کی، تم وہ اُمّت ہو کہ تمہاری تعریفیں قرآن پاک میں ہیں تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ تمہاری ہی ثنا ہے۔ تم اپنے رب کے حکم سے ہرگز سرتابی نہ کرو گے۔ تمہارے ہی لئے رب کریم ارشاد فرماتا ہے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔ مطلب یہ ہے کہ ہم ... سے کھاؤ۔ جو ہم نے تمہیں عطا ...

نبی والے اور ہمارے چاہنے والے بندے کبھی اس کے مقابلہ میں اپنی غرض اپنی دنیا اور اپنے اختیار کو ترجیح نہیں دیتے۔

عزیزانِ ملّت! اس زمانہ میں جو مصیبتیں اہل اسلام پر آ رہی ہیں اور جو نحوستیں ان پر چھا رہی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ دین میں نہایت گندی اور بے جا بدعتیں اور نت نئے فتنے پیدا ہوتے جا رہے ہیں جن کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مسلمانوں پر ادبار آئے اور اسلام کی برکات کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی نہیں رہے۔ بلکہ اپنے ہاتھوں سے اسلام اور دین کے تنزّل کے اسباب بہم پہنچانے میں میں مصروف ہیں۔ اپنی حالت کو نہ دیکھتے ہیں اور نہ اس پر تاسف کرتے ہیں۔ اگر ترقی کا کبھی کچھ خیال آتا بھی ہے تو صرف اتنا کہ ہم دوسری قوموں پر نظر ڈالتے ہیں۔ اور جو اسباب و ذرائع انہوں نے اپنی ترقی کے اختیار کر رکھے ہیں اور جو وسائل اور طریقے انہوں نے اپنی دنیوی آسودگی کے سوچ رکھے ہیں ہم بغیر سوچے سمجھے اور بغیر اپنے شارع کی اجازت کے اندھا دھند ان کی تقلید میں لگ جاتے ہیں حالانکہ جب تک ہم اپنے اسلامی قانون کے پابند رہے اور دین میں کوئی بدعت نہیں نکالی نہ ہمارا شیرازہ کمزور ہوا اور نہ ہم کمزور ہوئے۔

مسلمانوں کی ترقی کا راز

آج بھی مسلمان کی ترقی محض اس امر میں ہے کہ وہ اپنے دین اور اپنے خدا کو نہ چھوڑے اور دین کو دنیا اور اپنے رسم و رواج کا تابع نہ بنائے اور اپنی ترقی و عزت کا سامان صرف رسم و رواج اور دوسروں کے مذہب و رسم و رواج سے۔ ورنہ بجائے ترقی و برکت کے تنزّل و نحوست بڑھتی رہیگی۔ مسلمان اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ خدا نے ہمیں اپنے دین کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے اور خدا اس وقت تک ہمارے اوپر کسی کو بھی غالب اور مسلط نہیں فرمائے گا۔ جب تک کہ ہم خود خدا کا ساتھ نہ چھوڑ دیں۔ پس اگر ہم اپنے خدا کو نہ چھوڑ دیں تو یقیناً ان مصیبتوں کا خاتمہ ہو جائے۔ اور اہل اسلام کو ترقی و بہبود نصیب ہو جائے۔ فَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

دیکھئے! امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں جب ہرمزان بادشاہ اہواز گرفتار ہو کر مدینہ آتا ہے اور جناب امیر کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ قیدی اور امیر کی گفتگو ہوتی ہے۔ ہرمزان کہتا ہے کہ اس سے پہلے جب ہماری اور آپ کی ایک حالت تھی۔ خدا نہ ہمارے ساتھ تھا اور نہ آپ کے، اس وقت اگر آپ کے اور ہمارے درمیان جنگ ہوتی۔ تو مجھے یقین ہے کہ اس وقت ہم ہی غالب ہوتے۔ مگر اب خدا اور اس کی مدد آپ کے ساتھ ہے آپ پر غالب آنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

آج بھی مسلمان اگر اس بھولے ہوئے سبق کو یاد کر لیں اور اس چھوٹے ہوئے تذکرہ کو دہرائیں اور سچے دل سے اللہ کے سامنے توبہ و استغفار کر کے عہد کریں کہ ہم اپنی زندگی خدا اور خدا کی رضامندی پر صرف کریں گے۔ اور جب دین و دنیا کا مقابلہ ہو گا تو دین ہی کو ترجیح دینگے۔ اور نہایت پختگی کے ساتھ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی کریں گے اور اسی کو اپنے دین و دنیا کی فلاح کا واحد ذریعہ یقین کر لیں گے۔ تو آج پھر خدا کی نعمتیں ہم پر بارش کی طرح برسنے لگیں گی اور ہماری مصیبتیں اور کلفتیں سب دور ہو جائیں گی۔

بدعت کی مختلف صورتیں

برادرانِ اسلام! بدعت پیدا کرنے اور

کا سبب کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ کی اصل شریعت میں پائی گئی۔ اور وہ وہیں تک مندوب و مستحسن تھا جہاں تک کہ دین میں اس کی مشروعیت اجازت دیتی تھی۔ مگر لوگوں نے شریعت کی حکمت کی مصلحت کو نظر انداز کرکے اپنی اپنی ایجاد کی۔ اور اپنی مصلحت کو مقدم کرکے اس میں زیادتی اور کمی کی۔ یہاں تک کہ اس کے اصل منشا سے ہٹا دیا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ لوگ بغیر کسی شرعی اصل کے دین میں کچھ اپنی طرف سے باتیں گھڑ لیتے ہیں۔ یا تو خود اپنی طبیعت سے یا اپنے پڑوسیوں اور ملنے جلنے والوں کے رسم و رواج اور عادات و اطوار کو دیکھ کر، اور پھر ان کو خود بھی دین کی ضروری باتوں کی طرح ضروری سمجھتے ہیں اور دوسروں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دین کی ان ہی خراب کرنے والی بدعتوں اور فضول باتوں میں سے رجب کی بائیسویں تاریخ کے کونڈے بھی ہیں۔ ان کونڈوں کی رسم کا مذہب اسلام میں کہیں بھی پتہ نہیں۔ یہ بدعت سیئہ اہلسنت میں شیعوں کے یہاں سے آئی۔ اوّل اوّل مستورات میں اس کا چرچا پھیلا۔ اور اب یہاں تک نوبت آئی کہ بعض نادان و ناواقف مرد بھی اس میں اپنی مستورات کے ہم خیال ہو گئے۔ اور اولاد کی زندگی، صحت، قرضہ کی ادائیگی، مقدمہ کی کامیابی، میاں بیوی کی محبت اور دوسرے دنیاوی کاموں کے لئے یہ منت مانی جانے لگی۔ اور سختی کے لئے ان کونڈوں کو شرعی حیثیت دے دی گئی۔

بائیسویں۲۲ رجب کے کونڈے

اس رسم کی حقیقت یہ ہے کہ:۔

۱۔ رجب کی بائیس تاریخ کو عید کی کی طرح خوشی منائی جاتی ہے۔ اور عورتیں غسل کرکے با وضو ہو کر پوری اور حلوا وغیرہ پکانا شروع کرتی ہیں۔ باوجودیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کبھی یہ خاص اہتمام نہیں کیا جاتا اور نہ ہی شریعت نے اس اہتمام کی اجازت دی جس میں غیر ضروری باتوں کو اپنے اوپر شریعت کا کام سمجھ کر لازم سمجھا جاوے۔

منگائے جاتے ہیں اور ان میں پوریوں اور شیرینی وغیرہ کو رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ کام گھر کے برتنوں وغیرہ میں بھی ہو سکتا ہے۔

۳۔ کھانے والوں کو خواہ وہ اپنے گھر کے ہی ہوں یا باہر کے دوسرے لوگ ہوں کونڈوں میں کھلایا جاتا ہے اور بعض مقامات پر تو یہاں تک شدت ہوتی جاتی ہے کہ کھانے والا باوضو ہو کر ایک ہی ہاتھ سے کھائے دوسرا ہاتھ لگنے نہ پائے۔ کونڈوں سے نکال کر حصہ کے طور پر یہ کھانا اور شیرینی کسی کے یہاں بھیجی نہیں جا سکتی اور نہ اس مخصوص جگہ سے جہاں کونڈے رکھے ہوں ہٹائی جا سکتی ہے۔ حالانکہ کھانے اور فاتحہ و ایصال ثواب کی چیزوں میں شریعت کی طرف سے کوئی ایسی بیہودہ پابندی جائز نہیں رکھی گئی اور نہ کسی قسم کی کوئی قید و شرط ہے۔

۴۔ شیرینی اور پوریوں کو کونڈے میں رکھ کر فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور فاتحہ کے ضمن میں ایک منظوم کتاب جس کا نام "معجزۂ امام صادقؒ" ہے پڑھی جانی ضروری ہے۔

معجزہ امام جعفر صادقؒ کی حقیقت

اس کتاب میں امام جعفر صادقؒ اور ایک لکڑہارے اور اس کی بیوی کا کا مفصل قصہ ہے۔ کتاب کے اخیر میں بطور نتیجہ یہ مذکور ہے کہ امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ جو شخص ۲۲ر رجب کو مجھے حلوے پوری سے یاد کرے گا اور میری فاتحہ دے گا اور میرے توسل سے اپنی مراد طلب کرے گا۔ اگر وہ مراد پوری نہ ہوگی تو قیامت کے روز اس کا ہاتھ اور میرا دامن ہوگا۔ حالانکہ فاتحہ کے لئے شیرینی یا پوری یا کونڈے یا ایسے دوسرے لوازمات کی تعیین اور تخصیص کرنا بالکل بے اصل بات ہے۔ جس کا شریعت میں کہیں ذکر ہی نہیں۔ پھر ان چیزوں کو ایصال ثواب کے لئے ضروری سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اور دین میں اپنی طرف سے زیادتی کرنا ہے۔ پھر فاتحہ میں اوّل تو کسی منظوم کتاب کا پڑھنا شریعت نے نہیں بتلایا۔ پھر ایسی کتاب کا پڑھنا جس میں سیدنا امام جعفرؒ کے واقعہ کو جو محض

نہیں اور جس کو اگر کہا جا سکتا ہے تو کرامت کہا جا سکتا ہے لفظ معجزہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ بالکل صحیح نہیں اور شریعت کے احکام کو اپنی رائے سے تبدیل کرنا اور مسخ کر دینا ہے — رہا ایصال ثواب سو وہ ہر وقت اور ہر حال میں جائز ہے۔ شریعت نے ایصال ثواب کے لئے کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں کیا۔ دوسروں کے دیکھا دیکھی اپنی دینی باتوں میں کسی خاص طرز کو اختیار کرنا گویا دوسروں کی لغویات کو اپنے مذہب میں جاری کرنا اور رواج دینا ہے۔

رجب کی بائیسویں تاریخ کے لئے شریعت کا کوئی خاص حکم نہیں۔ اور نہ اس تاریخ کو شرع کی طرف سے کسی خاص عمل کے کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

امام جعفر صادقؒ پر افتراء

سیدنا امام جعفر صادقؒ کی طرف اس قسم کے توہمات کی نسبت دینا گناہ کی بات ہے۔ امام اس قسم کے بہتان و افتراء اور لغو، جھوٹی باتوں سے بری و محفوظ ہیں ظاہری محبت کے دعویداروں نے صرف ان ہی امام کی طرف نہیں بلکہ تقریباً اپنے تمام خود ساختہ اماموں کی طرف کثرت کے ساتھ اس قسم کی جھوٹی باتیں گھڑ گھڑ کر منسوب کر رکھی ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْھَا۔ توسل کے ساتھ دعا مانگنا جائز ہے مگر امام کو نبی بنا کر کفریہ بدعت کے طریق سے مرادیں مانگنا بالکل حرام ہے۔ اور ان بدعات سے جن لوگوں کی مرادیں حاصل ہوئی ہیں ان کے حاصل ہو جانے کی وجہ سے یہ طریقے صحیح اور درست نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ مشرکین بھی اپنے بتوں کے ذریعہ سے مرادیں مانگتے ہیں وہ پوری ہو جاتی ہیں تو کیا بتوں سے مرادیں مانگنا صحیح ہوگا؟

ان کونڈوں کی کفریہ بدعت کو اور تمام بدعات اور غیر ضروری باتوں کو جن کا شرع نے حکم نہیں دیا ہے لغو اور فضول سمجھنا فرض ہے۔ بدعات کو مٹانے میں کوشش کرنا۔ لغویات سے باز رہنا اور فضول باتوں میں مصروف ہونے سے بچنا ضروری ہے۔ اور غیروں کے رسم و رواج کو اختیار نہ کرنا چاہئے۔ اور ان کے باطل

بقیہ ص ۔۔۔ ماہ رجب کی بدعات سیئہ

ان امور کا مرتکب ہو کر گنہگار ہونے سے بچنا چاہیئے اور دوسرے مسلمان بھائیوں سے بھی ان بدعات کے ترک کرانے کی کوشش کرانی چاہیئے۔

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ بے اصل و سند اور خلاف شرع رسموں سے پرہیز کرنا ضروری سمجھیں۔ اس لئے کہ بغیر شرعی ثبوت اور شرعی سند کے کسی مروّجہ رسم کو مان کر اس پر عمل کرنا نہایت قبیح اور مذموم فعل ہے اور شریعت کے نزدیک ناجائز اور حرام ہے۔ یہ کونڈوں کی رسم یا اس کے علاوہ اور جو رسمیں اس مبارک مہینہ میں کی جاتی ہیں مثلاً تبارک کی روٹیاں یا روٹ لوٹ (جو مخفف ہے روٹی بوٹی کا) وغیرہ وغیرہ۔ ان میں سے کوئی ایک بھی شریعت کے موافق نہیں بلکہ یہ باتیں ایجاد و افتراء کر کے لوگوں نے شریعت اور دین میں داخل کی ہیں۔ اور جو باتیں شریعت اور دین میں موجود نہ ہوں ان کو دین کی باتوں کی طرح ضروری سمجھ کر کرنا بدعت اور ضلالت ہے اور حدیث شریف کی مستند اور معتبر کتابوں میں بدعت کی اور بدعت جاری کرنے والے اور بدعت پر عمل کرنے والے کی بہت مذمت بیان فرمائی گئی ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ جب بدعت جاری ہوتی ہے تو اس بدعت کی وجہ سے ایک سنت اٹھا لی جاتی ہے۔ اور اور پیارے نبی علیہ السلام کی ایک پیاری سنت سے بوجہ اس بدعت کے جاری ہونے کے لوگوں کو محروم کر دیا جاتا ہے۔

ماہ رجب کی برکات

رجب کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس کی ستائیسویں شب میں نبوّت کے گیارہویں سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بجسد عنصری معراج حاصل ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ سے قرب و ملاقاتِ خاص کا شرف حاصل ہوا۔ مومنین کے لئے نماز معراج کا تحفہ قرار پائی۔ ایسے مہینہ میں اس قسم کے لغو اور بیہودہ کاموں سے احتراز کرنا چاہیئے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

خط و کتابت کرتے وقت پتہ خوشخط اور خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

ان سے بچئیے!

نور محمد ولد محمد یار ضلع کیمبل پور تحصیل پنڈی گھیب ڈاکخانہ و مقام اخلاص اور حق نواز خاں ولد میر باز خاں ضلع میانوالی ڈاکخانہ قمر مسوانڑی محلہ دریائی خیل قوم پٹھان دونوں کو دھوکا دہی کے الزام میں مدرسہ سے برطرف کر دیا گیا ہے۔ ان دونوں ذمہ مدرسہ کے بالترتیب ۱۱۰/۰۰ روپے اور ۶۲/۰۰ روپے نقد اور دو دو رسیدات بقایا ہیں اور عرصہ سے فرار ہیں۔ اور اہل خیر حضرات کو دھوکا دے کر رقم ناجائز جمع کر رہے ہیں۔ اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ عشر، زکوٰۃ جو بھی ہو ناظم مدرسہ ہذا کے نام براہ راست منی آرڈر یا دستی جمع کرائیں۔ اور ان دونوں کو جہاں بھی پائیں مقامی پولیس کے حوالہ کرا دیں۔

عبدالحلیم ناظم مدرسہ عربیہ نظام العلوم ہنوّں

واہ کینٹ میں

ماہانہ درس قرآن

علاّمہ قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی ہر انگریزی ماہ کے آخری اتوار کو صبح دس بجے کیمبل پور سے واہ کینٹ تشریف لایا کریں گے اور بنگلہ ۱۵ عہ جامن روڈ سینٹرل پارک میں درسِ قرآن دیا کرینگے۔ اہالیانِ واہ کینٹ اور مضافات سے درخواست ہے کہ اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور ہر مہینہ کے آخری اتوار حضرتِ موصوف کے ارشاداتِ عالیہ سے مستفیض ہوں۔ اس سلسلہ کا پہلا درس ۲۹ر نومبر ۱۹۶۴ء صبح دس بجے مذکورہ بالا مقام پر منعقد ہوا۔

المعلن:۔ خوشی محمد

سفیرو مبلّغ کی ضرورت

مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم سرگودھا کو ایک ایسے سفیر کی ضرورت ہے جو تبلیغ بھی کر سکے۔ کامیاب مقرّر ہونے کے ساتھ سفارت کا تجربہ بھی رکھتا ہو حنفی دیوبندی ہو۔ باقاعدہ عالم کو ترجیح دی جائے گی۔

معاملہ بذریعہ خط و کتابت یا بالمشافہ مہتمم صاحب مدرسہ سے طے کیا جا سکتا ہے

حبیب اللہ محرر مدرسہ ہذا

مذہبی تعلیم کی ضرورت

حضرات:۔ دینی تعلیم کے بغیر ہم احکام خداوندی کو بجا نہیں لا سکتے۔ الحمدللہ کہ آپ کی مرکزی دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ مطلع العلوم (رجسٹرڈ) بروری روڈ کوئٹہ عرصہ ۲۱ سال سے مذہبی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور ملک میں تبلیغی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ملک کے اطراف سے سوا سو ۱۲۵ کے قریب طلبا مدرسہ کے مختلف شعبہ جات میں دس مستند اساتذہ کرام سے اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ دار الاقامۃ میں رہنے والے سو طلباء کے تمام اخراجات زندگی یعنی قیام طعام لباس، کتب خواندگی، علاج و مصارف بجلی وغیرہ کا مدرسہ ہی کفیل ہے۔ مدرسہ کا ماہانہ خرچ تقریباً ۳۵۰۰/۰۰ روپے ہے۔ جو اللہ کے توکّل اور آپ جیسے ہمدردانِ دین کے تعاون سے چل رہا ہے چونکہ ماہ رجب، شعبان، رمضان المبارک میں عام طور پر مسلمان زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ لہذا آپ کی زکوٰۃ صدقات وغیرہ کا بہترین مستحق آپ کی اس دینی و مرکزی درسگاہ کے یتیم و نادار بچے، غریب طلبہ ہیں۔ نیز (بلوچستان) کی خون جمانے والی سردی کے مدنظر ان مستحق طلباء کے لئے لحاف، کمبل، لکڑی، کوئلہ، آٹا وغیرہ عطا فرما کر اجر دارین حاصل کریں۔

الداعی الی الخیر

(مولانا) عرض محمد (صاحب) مہتمم مطلع العلوم (رجسٹرڈ) بروری روڈ کوئٹہ

فون نمبر ۲۲۴۳۳

بقیہ ص ۱۴ : اپیل

کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں اور اپنے حلقۂ احباب کو متوجہ کرائیں۔ نیز اپنی پاک کمائی زکوٰۃ و صدقات خیرات و عطیات کا ایک حصہ بذریعہ ڈاک بھیج کر اس نشرگاہ علوم قرآن و سنت کے عظیم تعلیمی سالانہ بجٹ کو پورا فرماویں جو خسارے سے چل رہا ہے۔

وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ۔

نوٹ ضروری: (۱) دار العلوم کو ہر رقم پہنچنے پر پختہ رسید فوراً روانہ کر دی جاتی ہے۔ رسید نہ پہنچنے کی صورت میں دفتر کو مطلع کیا جائے

(۲) اگر کوئی رقم زکوٰۃ و صدقات یا کسی خاص مد میں بھیجی جائے تو اس کی تصریح کر دی جائے ایسے مدّات کو اپنے خاص مصارف میں خرچ کرنے کا دار العلوم میں خاص اہتمام کرایا جاتا ہے

(۳) دار العلوم کے عطیّات انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں

ترسیل زر کا پتہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مہتمم

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

(مغربی پاکستان)

چودھری محمد یوسف صاحب ایم اے (قسط ۱۷)

ایک مفسرِ قرآن ـــ ایک ولیٔ زماں

علم و عمل فطرت کی دو آنکھوں کا نور ہے۔ علم کے بغیر عمل کی دنیا غیر آباد ہے۔ اور عمل کے بغیر علم زہر قاتل ہے۔ گویا دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرے کا وجود ناکارہ ہے۔ علم و عمل دونوں مل کر منزلِ مقصود کی طرف واضح رہنمائی کرتے ہیں تاریخ کے اس دور میں علم و عمل کی نمایاں حیثیت کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن عالم دین ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ بالخصوص عہدِ حاضر میں وہ لوگ فقیہہ شہر اور خطیب اعظم کا روپ دھار گئے ہیں۔ جن میں بات کرنے کا ڈھنگ نہیں اور قلم کو قط لگانے کا شعور تک نہیں بایں ہمہ علمِ دین کی اہمیت کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم اس حقیقت سے کسے انکار ہو سکتا ہے کہ بے عمل عالم دین سے بدتر دنیا کی کوئی مخلوق نہیں۔ وہ اپنی بدکرداری سے نہ صرف اپنے آپ کو عذابِ الیم کا مستحق قرار دیتا ہے بلکہ اپنے متبعین کے لئے بھی مصیبت کا ایک کوہِ گراں بن کر رہ جاتا ہے۔ جبھی تو نبیٔ کریمؐ نے فرمایا کہ بے عمل عالم دین کی بے عملی کے سبب پشتِ رسالت دوہری ہو جاتی ہے۔ حالانکہ عالم دین پشتِ رسالت کا آخری سنبھالا ہوتا ہے۔ لیکن بے عمل عالم دین اپنی گمراہی اور ضلالت کے سبب وقارِ رسالت کے پُر نور چہرہ پر ایک بدنما داغ بن کر ابھر آتا ہے۔ کس قدر خوش قسمت اور ذی جاہ ہیں وہ علمائے باعمل جن کے بارے میں محبوبِ خدا نے کہیں تو یہ فرمایا کہ یہ علمائے ربانی انبیاء کے تخت و تاج کے وارث ہوتے ہیں اور کہیں یہ بشارت دی کہ عالمِ باعمل کی دوات کی سیاہی شہید کے خون سے افضل ہے ــــ ان حقائق کی موجودگی میں کسی تاویل پسند مولوی کو جرأتِ اظہار کہاں، طاقتِ گفتار کہاں اور یارائے سخن کہاں۔

ہند و پاک کے جس قدر بزرگانِ دین کے اسمائے گرامی تاریخ کے سینے پر رقم ہیں ان کی عملی زندگیوں کا تجزیہ کرنے سے یہ حقیقت بے نقاب ہو کر نظر کے سامنے آجاتی ہے کہ وہ سب کے سب علمائے باعمل تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، خواجہ علی ہجویریؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ بابا فریدالدین گنج شکرؒ شاہ ولی اللہؒ سب کے سب اسی قبیل سے ہیں۔ گولڑہ کے پیر مہر علی شاہ جید عالم اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ ثقہ قسم کے بزرگوں کی وساطت سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ والے زہد و اتقاء اور پرہیز گاری کے مجسمہ تھے نمازِ عشاء کے بعد نمازی، غازی سب کے سب نیند کی آغوش میں چلے جاتے۔ وحوش و طیور نیند کے مزے لیتے۔ ماحول سستانے کے لئے پاؤں پھیلا دیتا۔ لیکن حضرت پیر مہر علی شاہ نمازِ عشاء کے بعد مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر اللہ کا نعرہ بلند کرتے۔ اللہ اللہ کی ضربِ شدید سے دل دونیم بے قرار ہو جاتا۔ اور جب صبح کا مؤذن اذان کا پہلا جملہ اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا دیتا تو حضرت پیر مہر علی شاہ ہُو کا نعرہ بلند کرتے۔ غرض ساری رات اسم ذات کے ذکر و اذکار میں مشغول رہنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ اور یہی شغل ان علماء کو مسندِ ولایت پر براجمان کرنے میں مدد دیتا ہے۔ حضرت مولانا احمد علی بھی اس کثرت سے ذکر و اذکار فرماتے کہ عقل و شعور دنگ رہ جاتے ہیں۔ آپ کے اذکار کی فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے یہ یقین سا ہو جاتا ہے کہ حضرتؒ اس دنیا کے مکین نہ تھے بلکہ روحانیوں اور نورانیوں کی مجلس کے نمائندہ تھے۔ جو نورانیوں کی نمائندگی کے لئے اہل دنیا کی مجالس میں شریک ہو گئے تھے۔ عالمِ دین صرف منزلِ مقصود کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ لیکن عالم باعمل منزلِ مقصود تک پہنچنے کا اہتمام بھی کرتا ہے۔ حضرت لاہوریؒ ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم کے بھی فاضل تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"میری عمر تقریباً نو سال کی تھی جب میں نے حضرت دین پوری کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ میری بیعت کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے اور ۱۱۰ سال کی عمر میں وصال پایا۔ حضرت امروٹی بھی میری تربیت فرماتے رہے۔ دونوں نے مجھے اللہ کا نام بتلایا اور دوسروں کو اللہ کا نام بتلانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔"

حضرت روحانی اعتبار سے بھی ایک بلند مقام پر فائز مرام تھے۔ اس ضمن میں یہ واقعہ نہایت اہم ہے جس کا ذکر آپ اس انداز میں کیا کرتے تھے۔ آپ کا ڈبی بازار میں سے ایک دفعہ گذر ہوا۔ سرِ راہ ایک درویش مرد نے آپ کو کلائی سے پکڑ لیا۔ اور کہا۔ احمد علی اس بازار میں سے ہزاروں لوگ گذرے ہیں کوئی کتا، کوئی خنزیر کوئی بندر نظر آتا ہے مجھے کوئی بھی انسان نظر نہیں آیا۔ حضرت لاہوریؒ نے اس کے جواب میں کہا۔ کہ حضرت! میں کیا دکھائی دیتا ہوں۔ اس مردِ درویش نے کہا۔ احمد علی! آنکھ جھکا کر دیکھو تم کیا ہو۔ حضرت لاہوری فرماتے ہیں کہ میں نے جب ارشاد آنکھ جھکا کر دیکھا تو میں نے اپنے آپ کو ہرن پایا۔ حضرت نہ صرف خود پیرِ کامل تھے۔ بلکہ ناقصاں را راہنما کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ کا یہ ارشاد کس قدر مبنی بر حقیقت ہے۔

"میں نے بفضلِ ایزدی سندھ سے بڑی نعمتیں حاصل کی ہیں۔ اُن میں سے ایک دل کی بصیرت ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ چار سال کا خرچ بیوی بچوں کو دے کر میرے پاس آ جاؤ۔ مسجد لائن والی میں نیم کے پیڑ کے نیچے بٹھلاؤں گا اور صرف وہ چیزیں کھانے کو دوں گا جو حلال ہوں گی۔ حرام کھانے سے یہ نور حاصل نہیں ہوتا۔ میں نے خود چالیس سال صرف کئے ہیں لیکن تم کو چار سال میں یہ سکھا سکتا ہوں۔"

حضرت مولانا واقعی پیرِ کامل تھے۔ زاہد تھے، عابد تھے۔ متقی و پرہیزگار تھے اس زہد و اتقاء نے آپ کو یہ مرتبہ عطا کر دیا کہ آپ یہ تک فرمانے لگے۔ احمد علی ڈنکے کی چوٹ بتا سکتا ہے کہ اس قبر کا صاحبِ مزار جنت میں ہے یا جہنم میں۔ آپ کی توجہ کا ہمہ گیر اثر سب پر واضح ہے۔

ایبٹ آباد کے خطیب مولانا محمد اسحٰق صاحب فرماتے ہیں کہ ۱۹۶۰ء میں حضرت لاہوریؒ ایبٹ آباد میں تشریف لائے۔ جمعہ کا دن تھا۔ لہٰذا آپ سے تقریر کی درخواست کی گئی۔ آپ نے یہ کہہ کر انکار فرمایا۔ "آپ تقریر بھی کریں اور نماز بھی پڑھائیں البتہ میں آپ پر توجہ دوں گا۔" مولانا اسحٰق صاحب کا بیان ہے، کہ وہ چالیس سال کی طویل مدت سے خطابت کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ لیکن تقریر میں جو رنگ، جوش و خروش اور ولولہ اُس دن کی تقریر میں پیدا ہوا، چالیس سالہ دورِ خطابت یہ رنگ پیدا کرنے میں ناکام رہا۔

ایک نوجوان حاضر خدمت ہو کر عرض گذار ہوا۔ کہ حضرت سینما بینی سے نمایاں دلچسپی ہے طبیعت قطعاً نہیں رکتی۔ حضرت نے ایک لمحہ کے لئے سکوت فرمایا۔ اور متوجہ کرکے پوچھا۔ "اب کیا حالت ہے؟" وہ نوجوان بے ساختہ پکار اٹھا۔ حضرت! اب دل میں نفرت پیدا ہو چکی ہے۔" یہ اعجاز ہے آپ کی فرشتہ سیرت کا، آپ کے زہد و اتقار کا، آپ کے انتہائے تقدس کا۔ علامہ اقبالؒ بجا فرماتے ہیں ؎

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

بقیہ صفحہ ۱۰ :-

ایک شکاری ایک شہید

اور دوسری کئی نامور عورتوں کا قافلہ آگے آگے تھا دف بجا بجا کر وہ ترانۂ جنگ گا رہی تھیں :-

"ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں ہیں۔ ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں۔ اگر تم بڑھ کر لڑو گے تو ہم تم کو اپنے گلے سے لگائیں گی۔ اگر پیچھے قدم ہٹایا تو ہم تم سے الگ ہو جائیں گی۔"

ابو دجانہ، حمزہ، علی اور مصعب بن عمیر کی شمشیرہائے خاراشگاف نے کئی کافروں کو جہنم رسید کر دیا۔ طلحہ کی لاش جب زمین پر آ رہی تو اس کے بیٹے نے علم ہاتھ میں لے لیا اور گرجدار آواز میں رجز پڑھنے لگا۔

"علمبردار کا فرض ہے کہ نیزہ کو خون میں رنگ دے یا وہ ٹکرا کر ٹوٹ جائے ——"

حضرت حمزہ نے گردن اٹھا کر اس جز پڑھنے والے کو دیکھا۔ بجلی کی سی سرعت کے ساتھ لپکے اور شانہ پر کس کر تلوار اس زور سے ماری کہ وہ کمر تک اتر آئی اور علمبردار ڈھیر ہو گیا۔ حضرت حمزہ پکار اٹھے۔ "میں ساقئ حجاج کا بیٹا ہوں"۔

جب وہ لڑتے لڑتے کوہِ رماۃ کے قریب آئے تو ایک چھپے ہوئے دشمن نے "حربہ" سے بھرپور وار کیا۔ حضرت حمزہ لڑھک کر گر پڑے۔ وحشی کے اس کامیاب حملے پر کفار قریش کی عورتوں نے نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔

حضرت حمزہ کی بہن صفیہ کو اطلاع ملی۔ تو وہ مدینے سے آئیں۔ داستانِ درد سن کر آنکھیں بھیگ گئیں۔ لیکن ضبط کرکے کہا۔ "راہِ خدا میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے"۔ اور جب لاش تک پہنچیں تو اپنے چہیتے بھائی کے ٹکڑے ٹکڑے دیکھ کر دل بھر آیا۔ ایک لمبی آہ بھر کر کہا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ——

ستر برگزیدہ شہید بے گور و کفن تھے۔ مفلسی اور بے بسی کی اس موت پر سارا مدینہ ماتم کدہ بن گیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون —— جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو وہ تو درحقیقت زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔

ندائے ملت

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا مختصر تعارف

اور تعلیمی و تعمیری مصارف کیلئے اہل خیر حضرات سے پُرزور

اپیل

دارالعلوم حقانیہ اسلامی تعلیم و تربیت کی پاکستان میں دارالعلاقائی درسگاہ ہے جو اسلامی تعلیمات کی تلبیس و تحریف اور دہریت و الحاد کے اس طوفانی دور میں اسلامی دماغ و فکر کی بلندی پر عرصہ سترہ سال سے مذہبی علوم و فنون کا پرچم لہرا رہا ہے۔ اس نشرگاہ علوم رسالت سے جو دینی خدمات درس و تدریس وعظ و تبلیغ افتاء و تصنیف وغیرہ انجام پا رہے ہیں وہ اکثر مسلمانوں سے مخفی نہیں۔ اس مختصر عرصہ میں اس کے علمی انوار و برکات سے اطراف و اکناف منور ہوئے یہ محض حق تعالیٰ کا فضل اور معاونین و اراکین اور کارکنان کی مخلصانہ توجہات اور انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور آج بفضلہ تعالیٰ (تحدیثاً بالنعمۃ) اس مدرسہ کو پاکستان کے واحد مثالی دارالعلوم ہونے کا فخر حاصل ہے اور اس کی حسن کارکردگی کے بدولت سرحد کے ملحقہ ریاستوں اور پاکستانی افواج میں دارالعلوم کا سندِ فراغت منظور کیا گیا ہے۔

مختصر تعارف

بعض شعبوں کا اجمالی تعارف پیش ہے :-

۱۔ شعبہ تعلیم قرآن۔ پرائمری جو عرصہ اٹھائیس سال سے مسلمان بچوں کو عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن مجید ناظرہ اور دینی ضروریات کی تعلیم دے رہی ہے اس شعبہ میں پانچسو بچے آٹھ اساتذہ کی نگرانی میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اس کے لئے الگ عمارت زیر تعمیر ہے۔ جس پر اب تک تئیس ہزار روپے کی لاگت آ چکی ہے (۲) شعبہ دارالعلوم۔ اس شعبہ میں پاکستان اور ریاستہائے ملحقہ آزاد قبائل افغانستان تک کے تین سو ستاسی طلبہ بارہ جید اور ممتاز علماء سے اسلامی علوم و فنون حاصل کر رہے ہیں (۳) شعبہ افتاء۔ ایک جید ماہر مفتی اور ایک نائب مفتی ملک بھر سے آتے ہوئے اہم دینی مسائل کے جوابات دیتے ہیں۔ اب تک تقریباً پانچہزار فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں۔ (۴) شعبہ تبلیغ و اشاعت :- اس شعبہ میں حضرات مدرسین بوقت ضرورت بسلسلۂ وعظ و تبلیغ باہر تشریف لے جاتے ہیں۔ مختلف رسائل، پمفلٹ اور مضامین شائع کئے جاتے ہیں۔ (۵) شعبہ حفظ القرآن و القراۃ اس شعبہ کو بہت جلد مزید توسیع و ترقی دی جا رہی ہے۔ انشاءاللہ (۶) شعبہ درس قرآن مجید۔ دارالعلوم کے تین اساتذہ طلبہ کو قرآن مجید کا درس دے رہے ہیں اس کے علاوہ (۷) اندو (۸) خط و کتابت (۹) امتحانات و انتظامات (۱۰) تعمیرات (۱۱) کتب خانہ (۱۲) مطبخ وغیرہ کے الگ الگ شعبے نہایت ص

۴- جانفشانی سے اپنے فرائض میں مصروف ہیں۔ **اخراجات** :- دو سو ساٹھ طلبہ کے دو وقتہ طعام اور تمام طلبہ کے دیگر ضروریات قیام، روشنی، ادویات، صابن، کتابوں اور مصارف امتحانات کا بندوبست دارالعلوم کے ذمہ ہے سال رواں کے لازمی اخراجات کا میزانیہ ایک لاکھ گیارہ ہزار روپے سے متجاوز ہے۔ جبکہ آمدنی کے لحاظ سے اس میں بہت بڑا خسارہ ہے۔ اگر فضل خداوندی شامل حال ہوا اور ارباب خیر نے توجہ فرمائی تو وسیع پیمانہ پر تعلیمی و تبلیغی شعبوں کی تکمیل کے ساتھ ساتھ یہ مرکزی دینی ادارہ ملت اسلامیہ کے اہم دینی ضرورتوں کو انجام دے سکے گا۔

تعمیرات کی فوری ضرورت :-

دارالعلوم کو فوری طور سے دارالاقامۃ ہاسٹل، جامع مسجد فرش، پانی کی ٹنکی وغیرہ کی تعمیر کی شدید ضرورتیں درپیش ہیں جنہیں تو کلاً شروع کیا گیا ہے۔ جن پر کم از کم پانچ لاکھ روپے لاگت کا تخمینہ ہے دردمند اہل خیر مسلمانوں سے پُرزور استدعا ہے کہ اس نشرگاہ علوم کی ضروریات (باقی صفحہ ۱۲ پر)

استکبار و تکبر

اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ تکبر نہیں عجز ہے

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

(۱)

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ۝

(پارہ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۲۳)

ترجمہ :- بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

قرآن کریم میں دو لفظ متکبر اور متکبر متعدد مقامات پر استعمال کئے گئے ہیں متکبر اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھے یہ دل سے ہوتا ہے۔ اور متکبر وہ ہے۔ جو اپنے آپ کو بڑا ظاہر کرے اور اس کا اظہار دو طرح پر ہوتا ہے ایک افعال سے اور دوسرا اقوال سے جس تکبر کا اظہار افعال اور چال ڈھال سے ہو تو اس آدمی کو مختال کہتے ہیں۔ اور جب زبان سے بھی ظاہر ہونے لگے۔ تو اس کو فخور کہتے ہیں۔ انسان اگر اپنی پیدائش میں غور کرے اور دیکھے کہ اس کی ابتدا کیا تھی اور انتہا کیا ہے۔ تو اس کا ہر عضو اور ہر رونگٹا گواہی دے گا۔ کہ اس کا بنانے والا کوئی ہے۔ اس کے جسم کا یہ سارا نظام خود بخود نہیں بن گیا تھا۔ تو اس کا غور ضرور اس نتیجہ پر پہنچ کر رہے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا کام ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جب اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہو جائے۔ کہ اس کا خالق کن قوتوں کا مالک ہے اور اس کے اختیارات کس قدر وسیع ہیں تو اس کی اپنی بے بضاعتی کا نقشہ واضح طور پر اس کے سامنے آجائے گا۔ اور تکبر کا احساس اس کے دل میں پیدا ہی نہیں ہوگا

انسان ضعیف البنیان کے لئے تکبر یعنی اپنے آپ کو بڑا اور بزرگ خیال کرنا ایک بری خصلت ہے۔ متکبر کو غور کرنا چاہئے کہ جو شخص دو مرتبہ پیشاب کے رستے سے گزرا ہو۔ وہ کس طرح تکبر کر سکتا ہے سچ پوچھو تو تکبر حقیقت میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ جنگ ہے۔ بڑائی اور بزرگی صرف خدا ہی کو سزاوار

ارشاد ہے۔ کہ بزرگی میری چادر اور عظمت میرا تہ بند ہے۔ جو شخص ان دونوں کے بارے میں مجھ سے جھگڑے گا۔ میں اُسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ درحقیقت اگر غور کیا جائے تو خدا کے سوا کسی دوسرے کو تکبر زیبا ہی نہیں۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جبّار اور متکبر کی بُرائی کا ذکر آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ وہ شخص بہشت میں داخل نہ ہوگا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیو پری جانوروں اور آدمیوں کو حکم دیا۔ کہ وہ سب کے سب باہر نکلیں چنانچہ دو لاکھ آدمی اور دو ہزار دیو پری جمع ہوئے پھر ہوا نے انہیں زمین سے اٹھا لیا اور آسمان سے جا لگایا وہاں انہوں نے فرشتوں کی تسبیح سنی پھر ہوا ان کو زمین پر لے آئی تو انہوں نے یہ آواز سنی کہ کوئی ندا کر رہا ہے۔ کہ اگر ذرہ بھر بھی سلیمان علیہ السلام کے دل میں غرور ہوتا تو پہلے اس سے کہ ہوا پر لے جاتے زمین ہی کی تہ میں پہنچا دیتے۔

انسان انسان نہیں بنتا جب تک اس کی "میں" نہ مرے بکری "میں میں" کرتی ہے۔ اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ ذبح ہونے کے بعد اس کا گوشت کہیں چمڑا کہیں اور ہڈیاں کہیں۔ آنتوں کی تندی بنائی جاتی ہے۔ پھر اس سے روئی دھنی جاتی ہے۔ تو اس سے "تو تو" کی آواز نکلتی ہے۔ میں مر جائے تو کبر ختم ہو جاتا ہے۔ اور خدا نظر آجاتا ہے۔

ایک بزرگ وعظ فرما رہے تھے۔ سامعین میں سے کسی نے سوال کیا کہ قبر میں عذاب روح کو ہوگا یا جسم کو؟ انہوں اُٹھ کر کہنے لگا "میں نے" تو انہوں نے جواب دیا کہ عذاب نہ روح کو ہوگا نہ جسم کو اس "میں" کو ہوگا۔

تکبر کے بارے میں چند احادیث

رسول اللہ علیہ وسلم

(۱) حضرت عتبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا

(۲) حضرت مسلم بن الکوع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان تکبر کرتا رہتا ہے۔ اور اپنے نفس کو اچھا سمجھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا نام جبارین کی فہرست میں درج کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جاتا ہے۔ جس کا وہ مستحق ہے یعنی عذاب دیا جاتا ہے۔

(۳) حضرت عمر بن شعیبؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے کہ متکبر قیامت میں چیونٹیوں کی مثل ہوں گے۔ ان کو اہل حشر روندتے ہونگے آگ ان چاروں طرف سے گھیرے گی جہنم کے ایک خاص قید خانہ میں ان کو عذاب دیا جائے گا جن کا نام بولس ہے۔ ان پر نار الدنیا یعنی نہایت تیز آگ جلائی جائے گی اور ان کو دوزخیوں کے زخموں سے نکلا ہوا کچ لہو پینے کو دیا جائے گا۔

(۴) حضرت خولہ بنت قیس سے روائت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت میری امت فارس و روم کو فتح کرلے گی اور اُس میں تکبر پیدا ہو جائے گا اور لوگ اترا کر چلنے لگیں گے تو حق تعالےٰ ان کے بعض پر بعض کو مسلط کر دے گا (یعنی ان میں خونریزی شروع ہو جائے گی۔

کِبر کی حقیقت

اپنے آپ کو صفات کمال میں دوسروں سے بڑھ کر سمجھنا تکبر ہے۔ اور یہ ایک بڑی صفت ہے۔ تکبر کا حاصل یہ ہے کہ کسی کمال دنیوی یا دینی میں اپنے آپ

سمجھنا کہ دوسروں کی حقارت مدنظر ہو۔ تو اس کے دو جزو ہوئے۔ پہلا اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسرا دوسروں کو حقیر سمجھنا یہ اس کی حقیقت ہے جو حرام اور معصیت ہے۔ اور ایک صورت اس کی یہ ہے کہ اس میں سب اجزا ہوں بلا ایک جزو کے یعنی اختیار بلا اختیار ان کا اجزا کا خیال آجائے۔ تو یہ معصیت نہیں لیکن اگر اس کے بعد اس خیال کو باختیار خود اچھا سمجھا یا باوجود اچھا نہ سمجھنے کے باختیار خود اس کو باقی رکھا یہ کبر ہوگا اور معصیت ہوگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اے اللہ! میں کبر کی ہوا سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ آدمی میں جب یہ ہوا بھر جاتی ہے تو وہ دوسروں کو اپنے سے کمتر جانتا ہے۔ اور انہیں اپنا خادم خیال کرتا ہے اور بعض اوقات اُن کو اپنے خدمت کے قابل نہیں سمجھتا۔ یہ انتہا درجہ کا تکبر ہے اور خدا کی کبریائی سے بھی بڑھا ہوا ہے کیونکہ خدا سب کو اپنی بندگی و سجود میں قبول کرلیتا ہے۔ اور جو شخص اس درجہ پر نہیں پہنچتا تو وہ چلنے پھرنے اور بیٹھنے میں تقدم اور سبقت ڈھونڈتا ہے اور اپنی تعظیم کا طلبگار رہتا ہے اگر ایسے شخص کو نصیحت کی جائے تو قبول نہیں کرتا۔ بلکہ بُرا مناتا ہے۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے پوچھا کبر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا حق تعالےٰ کے لئے اپنی گردن نرم نہ رکھنا اور لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا یہ دونوں خصلتیں حق تعالیٰ اور بندہ کے درمیان حجاب ہیں انہیں سے دوسرے سارے بُرے اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ متکبر انسان خود آرائی خود پرستی اور اپنا بول بالا کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ تاکہ مکرو فریب جھوٹ اور نفاق وغیرہ سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرسکے اور جو شخص اس کی تعظیم نہ کرے اس کو بُرا سمجھے۔ ایسی صفات سے انسان مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ایک بزرگ کا خیال ہے کہ اگر تو بہشت کی بو سونگھنی چاہتا ہے تو اپنے آپ کو سب سے کمتر اور گھٹیا جان۔ راحت تو اسی صورت میں ملے گی کہ یا تو اس میں بالکل فنا ہو جائے اور ہمہ تن اس کی تعظیم بن جائے تاکہ دوئی نہ رہے اور یگانگی آجائے۔ تو فانی ہوجائے اور وہ باقی رہے

ابن مسعودؓ نے فرمایا ہے۔ کہ یہ بڑا گناہ ہے کہ کوئی کسی سے کہے کہ تو خدا سے ڈر اور وہ جواب میں کہے کہ تجھے دوسروں کے کام سے کیا غرض ہے۔ اپنے کام کی طرف توجہ کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھانا کھاؤ اس نے کہا میں کیونکر کھاؤں مجھ سے کھایا نہیں جاتا۔ آپ کو معلوم ہوا کہ اس نے ازراہ تکبر کہا ہے۔ اس کا ہاتھ ایسا خشک ہوا کہ پھر ہل بھی نہ سکا۔

ابلیس کا قصہ جو حق تعالےٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے وہ بطور افسانہ نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ اس سے کبر کی آفت معلوم ہو جائے۔ ابلیس نے ازراہ کبر یہ یہ کہا تھا۔ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ۝ (میں اس سے بہتر ہوں کہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا) اس کبر نے اس کو یہاں تک پہنچایا کہ اس نے خدا کا حکم ماننے سے انکار کردیا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا تو ہمیشہ کے لئے ملعون اور راندہ درگاہ ایزدی ہوگیا۔

حضرت طاؤسؒ نے ایک شخص کو دیکھا مٹک کر چل رہا تھا آپ نے فرمایا۔ یہ چال اس شخص کی سی نہیں ہے جو جانتا ہے۔ کہ اس کے پیٹ میں کیا کچھ بھرا پڑا ہے جو کچھ انسان کے پیٹ سے نکلتا ہے۔ اس سے زیادہ پلید اور کوئی شے نہیں ہے تو پھر کیا انسان کی صورت وجمال اس قابل ہے کہ اس پر فخر کیا جائے۔

شاہ ولی اللہ

شیخ بشیر احمد بی۔ اے لودیانوی

حجۃ اللہ علی الارض، امام الہند، شاہ ولی اللہ دہلویؒ ان نادرہ روزگار ہستیوں میں سے ہیں۔ جو دنیا میں انقلاب کی طرح ڈالا کرتی تھی۔ آپ کی پیدائش ہندوستان کی تاریخ کے اس دور میں ہوئی جب ارتجائی طاقتیں برسراقتدار آکر قرآنی انقلاب کے آخری آثار کو ہندوستان سے محو کر رہی تھیں عین اُس زمانے میں جو اشتراکی انقلاب کے بانی کارل مارکس سے کوئی ایک صدی پہلے ہے۔ اس امام انقلاب نے معاشیات اور الہیات پر وہ انقلاب انگیز نظریے قائم کئے جو آنے والے مشینی دور میں اہل ہند کی رہنمائی کرنے والے تھے اور ساتھ ہی ایک عملی نظام مرتب کیا۔ جس سے وہ جماعت پیدا ہوئی۔ جس نے اُس کے اصول پر انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی۔ گو اس جماعت نے ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کے مقام پر شکست کھائی لیکن اُس کی تحریک اب تک زندہ ہے

اس اثنا میں اشتراکی انقلاب نے بہت کامیابی کے ساتھ ایک خطۂ زمین پر بین الاقوامی طاقت کی حیثیت سے قبضہ جما لیا یہ ایک لادینی انقلاب ہے۔ جو انسانیت کے لئے ایک حد تک مفید ہونے کے باوجود بے حد مہلک ہے ضرورت تھی کہ اشتراکی انقلاب کی لادینیت کے استیصال کرنے اور اُس کے معاشی پہلو کی اصلاح کرنے کے لئے ہندوستان کے اس حکیم امام ولی اللہ دہلویؒ کے انقلابی نظریات کی پوری قوت کے ساتھ اشاعت کی جاتی۔ خدا تعالےٰ نے یہ کام امام انقلاب مجاہد فی سبیل اللہ، حضرت مولانا ابو الحسین عبید اللہ سندھیؒ سے لیا، جو حضرت استاذ الاساتذہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور سیاسی کام میں ان کے دست راست تھے چنانچہ حضرت مولانا سندھیؒ چوبیس سال کی جلاوطنی سے ۱۹۳۹ء میں ہندوستان میں واپس آکر تادم آخر امام ولی اللہ دہلویؒ کی حکمت اور اُن کے انقلابی نظریات کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

حضرت مولانا مرحوم نے اس حکمت کی اشاعت کے لئے بیت الحکمت کے نام سے کئی مقامات پر مرکز قائم کئے اُن میں سے لاہور کا بیت الحکمت امام الہند شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی حکمت اور امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے نظریات کی نشرو اشاعت پر نہایت سرگرمی کے ساتھ منہمک ہے

بقیہ صث ٦ : خطبہ جمعہ

ہو ؟ یا اسلامی قوانین و احکام پر مکمل صورت میں عمل ہو رہا ہو ؟ ظاہر ہے اس کا جواب صرف منفی میں ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان آج دنیا میں ذلیل و خوار ہیں۔

یاد رکھیئے!

مغربی تہذیب کی ظاہری ٹیپ ٹاپ میں پھنس کر اکثر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دنیوی ساز و سامان اور عیش و عشرت کی فراوانی ہی اصل چیز ہے حالانکہ اس دنیوی ساز و سامان کی عنداللہ کوئی قیمت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس سے اطمینان قلب نصیب ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ دنیا کے طالبوں کو اس عالم رنگ و بو میں وَ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ کے مصداق مہلت اور ڈھیل دیتے ہیں لیکن جب گرفت کرتے ہیں تو اُن کی گرفت بھی بڑی سخت ہوتی ہے۔ ع

ڈرامس کی دیرگیری سے کہ سخت ہے انتقام اسکا

سنت اللہ یہی ہے کہ جب کوئی قوم اُس سے بغاوت کرتی اور نافرمانی پر تُل جاتی ہے تو وہ اس کا نشان صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے۔ وہ مہلت دیتا ہے مگر مہلت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا بعض اوقات مدت مہلت بہت ہی قلیل ہوتی ہے اور بعض اوقات قوم نوحؑ کی طرح ساڑھے نو سو سال تک کی مہلت بھی دے دی جاتی ہے۔ کیا دنیا نے نہیں دیکھا کہ قوم نوحؑ بالآخر تباہی و بربادی سے ہمکنار ہوئی؟ عاد و ثمود اور قوم لوطؑ کو تہس نہس کر کے رکھ دیا گیا۔ اور اسی طرح کئی دوسری قوموں کو بھی اُن کی بغاوت و نافرمانی کے باعث مٹا کر رکھ دیا گیا۔

بزرگان محترم!

ہمیں بھی اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیئے اور اندازہ کرنا چاہیئے کہ ہم کس ڈگر پر چل نکلے ہیں۔ آیا ہم انبیاء علیہم السلام کی راہ پر چل رہے ہیں یا ہم نے اُن کے باغیوں کی راہ اختیار کر لی ہے؟ اور کیا ہمیں بھی ڈھیل تو نہیں دی جا رہی؟

جان لیجئے!

کہ اسلامی اعتقادات و اعمال کی راہ چھوڑ کر ہم نے جو یورپ کی راہ اختیار کر لی ہے اور جس طرح ہم نے اُن کے طور طریقے زندگی کے ہر شعبے میں اپنا لیئے ہیں یہ تباہی و بربادی کی راہ ہے مغضوبین اور ضالین کی راہ ہے انعام یافتہ لوگوں کی راہ ہرگز نہیں ہے ــ خوب سمجھ لو! کہ ہم اللہ کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں اور کفر و عصیان کی راہوں پر سرپٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔

دُور نہ جائیے!

بنیادی جمہوریتوں کے موجودہ انتخابات کو ہی لے لیجئے! کیا یہ عذاب الٰہی نہ تھے؟ غنڈہ گردی کی آخر وہ کون سی شکل ہے جو ان دنوں دیکھنے میں نہیں آئی؟ بے حیائی کا وہ کون سا مظاہرہ ہے جو ان ایام میں نہیں ہوا؟ بے ایمانی اور بد دیانتی کا وہ کون سا ناٹک ہے جو ان دنوں میں نہیں کھیلا گیا؟ کیا انسانی جان و مال کا ضیاع ان دنوں میں نہیں ہوا اور انسانی خون اور مال کو پانی کی طرح نہیں بہایا گیا؟ شرافت و انسانیت کو ملتا تھا کہیں ٹھکانا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ انتخابات رحمت کا پیش خیمہ ہیں یا غضب الٰہی کا نشان؟ اس کا فیصلہ آپ خود فرما لیں ــ سچ ہے اور کسی نے کتنے پتے کی بات کہی تھی ؎

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے
الیکشن، ممبری، کونسل، صدارت
بنائے خوب آزادی نے پھندے
میاں نجّار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے رندے

اگر نیّت بخیر کی ہوتی، خوفِ خدا ہوتا، قومی ہمدردی، خلوص و ایثار اور نشر و اشاعتِ دین کا جذبہ امیدواروں کے دلوں میں ہوتا تو ہرگز ہرگز امیدوار نہ بنتے اور قوم نہایت شرافت و سنجیدگی کے ساتھ انہیں خود بخود منتخب کر لیتی نتیجتاً نہ یہ خون خرابہ دیکھنے میں آتا، نہ غنڈہ گردی کے بھیانک مناظر سامنے آتے، نہ ہی عمر بھر کے بیر متاثرہ لوگوں کے دلوں میں گھر کرتے اور نہ ہی انسانیت و شرافت اور ملک و ملت کی رسوائی ہوتی

بزرگانِ محترم!

آئیے اگر مجموعی طور پر مسلمانان عالم کی سربلندی چاہتے ہیں اُن میں اخوت و اتحاد کی روح دیکھنے کے متمنی ہیں اور انہیں سرافراز دیکھنا چاہتے ہیں تو ہر معاملہ میں قرآن عزیز اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راہنمائی حاصل کریں۔ یقین جانیئے! کتاب و سنت کا ہر حکم ہماری کامیابی و کامرانی اور سربلندی و سرافرازی کا ضامن اور کلام اللہ کی ہر آیت ہماری ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

بقیہ صث ٣ : مضمون نگار حضرات سے

ہے۔ اگر مضمون نگار ٹکٹ یا لفافہ بھیج دے تو ایسے مضامین اسے واپس بھی کئے جا سکتے ہیں بصورت دیگر یا تو وہ تلف ہو جاتے ہیں یا ردی کی ٹوکری کی نذر ہو جاتے ہیں مضامین نگار حضرات سے درخواست ہے کہ وہ مضامین ارسال فرماتے وقت مندرجہ ذیل ہدایات کا ضرور خیال رکھا کریں (۱) کاغذ کے ایک طرف لکھیں (۲) صاف اور خوشخط تحریر فرمائیں (۳) زبان و ادب کا خیال رکھیں (۴) تحاریر کتاب و سنت کے مطابق ہوں (۵) اختلافی مسائل سے اجتناب کریں (۶) اقتباسات و آیات ثقہ ہوں اور حوالہ ساتھ دیا گیا ہو (۷) آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی اور عربی عبارات کا ترجمہ اور حوالہ ساتھ ضرور رقم فرمائیں اور (۹) تمام مضامین ایڈیٹر خدام الدین کے نام ارسال فرمائیں۔

انشاء اللہ ان گزارشات پر عمل کے بعد مضمون نگار حضرات کو کوئی شکایت ادارہ سے اس سلسلہ میں پیدا نہ ہوگی۔

تنظیم اہلسنت لاہور شہر کا انتخاب

تنظیم اہلسنت لاہور شہر کا ایک اجلاس تنظیم اہلسنت لاہور کے دفتر میں منعقد ہوا جس میں تنظیم اہلسنت۔ لاہور شہر کا انتخاب جدید عمل میں آیا۔

سرپرست حسب سابق:۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی۔

صدر:۔ حضرت مولانا محمد صابر صاحب خادم خاص حضرت لاہوری رحمۃ اللہ۔

نائب صدر:۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب۔

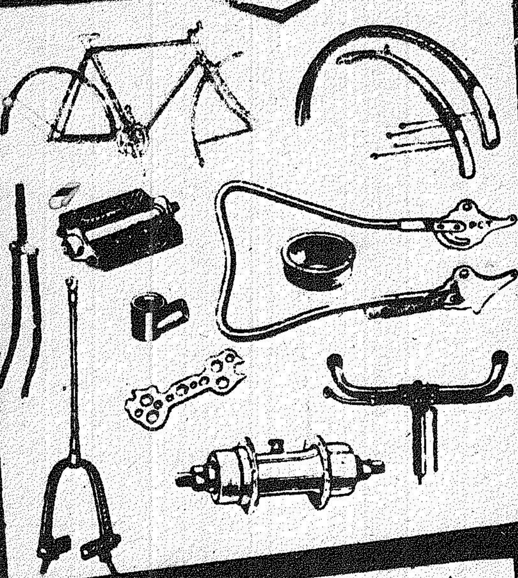
ناظم اعلیٰ:۔ طالب حق ایڈیٹر پیام اسلام۔

خازن:۔ حکیم حافظ محمد احمد صاحب۔

نوٹ:۔ اجلاس میں محترم ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر خدام الدین کو ان کی عدم موجودگی میں خازن مقرر کیا گیا تھا لیکن انھوں نے معذوری کا اظہار کیا جس کے بعد صدر محترم نے ساتھیوں کے مشورہ سے محترم حکیم حافظ محمد احمد صاحب کو خازن مقرر فرمایا۔

بقیہ صفحہ ۱۹ گلشن رسولؐ کی کلیاں رضی اللہ عنہا

ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ اے میری بیٹی! میں اب اس دنیا سے جا رہا ہوں۔ اس پر میں رو پڑی۔ جب آپؐ نے کہا۔ کہ اہل بیت میں تم مجھے سب سے پہلے جنت میں ملوگی۔ اور تمام عورتوں کی آپ سردار ہوں گی۔ تو میں ہنس پڑی۔ حضرت عائشہ رضؓ کا قول ہے کہ حضورؐ کی وفات کے بعد آپ رضؓ کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ آپ رضؓ کو ہر لحاظ سے حضور اکرمؐ سے مشابہت تھی۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ انتیس برس کی عمر میں رمضان شریف کی تین تاریخ سہ شنبہ (منگل) کے روز اس دنیا سے رخصت ہو گئیں اور جنت الفردوس میں اپنے پیارے ابا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملیں۔ لیکن گلشن رسولؐ کی بقا و زینت کے لئے اپنے پیچھے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں چھوڑ گئیں۔ حضرت امام حسن رضؓ، حضرت امام حسینؓ اور حضرت محسنؓ، حضرت زینبؓ اور حضرت ام کلثوم رضؓ۔ حضرت محسن بچپن ہی میں وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون





گلشنِ رسولؐ کی کلیاںؓ

محمد حسین سیکرٹری بزم ادب بورسٹل جیل، لاہور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بیٹے تھے۔ حضرت قاسم، حضرت عبداللہ اور حضرت ابراہیم۔ ان کے علاوہ آپؐ کے ہاں چار صاحبزادیاں حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ تولد ہوئیں۔ آپؐ کے صاحبزادے تو سن آغاز ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے یعنی یہ تینوں غنچے بن کھلے ہی مرجھا گئے ؎

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

مگر آپؐ کے گلشنِ نبوت کی چار کلیاں جن کی سیرتیں مثالی، کردار بلند و بے داغ خصائل حمیدہ اور اوصاف منزہ و معروف ہیں۔ آغوشِ نبوت میں سرسبز شاداب ہو کر دنیا سے رخصت ہوئیں۔

حضرت زینبؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ آپؓ حضورؐ کے اعلانِ نبوت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں۔ حضورؐ کی عمر اس وقت تیس برس تھی۔ اور حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ تقریباً ۴۵ سال کی تھیں۔ حضرت زینبؓ کی شادی آپؓ کے خالہ کے بیٹے سے ہوئی۔ جن کا نام ابوالعاص تھا۔ جب جنگ بدر لڑی گئی تو ابوالعاص کفار کی طرف سے لڑے اور گرفتار ہو کر حضورؐ کے روبرو لائے گئے۔ حضرت زینبؓ نے اپنے خاوند ابوالعاص کی رہائی کے لئے ایک قیمتی ہار بھیجا جو آپؓ کو اپنی والدہ محترمہ کی طرف سے جہیز میں ملا تھا۔ جب وہ ہار حضور اکرمؐ کی خدمت اقدس میں لایا گیا تو حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ہار اور ابوالعاص واپس مکہ بھیج دیا جائے اس شرط کہ ابوالعاص وہاں جا کر حضرت زینبؓ مدینہ منورہ روانہ کر دے۔ غرض اسی شرط پر ابوالعاص کو رہائی ملی۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر ابوالعاص نے اپنے بھائی کنانہ کے ہمراہ حضرت زینبؓ کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔ ذی طویٰ کے مقام پر کچھ کھٹ پٹ ہوئی۔ حضرت زینبؓ اونٹ پر سوار تھیں کہ حماد بن اسود نے نیزہ مار کر زمین پر گرا دیا۔ جس کی وجہ حضرت زینبؓ کا حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ نے للکارا کہ اگر اب کسی نے ہاتھ بڑھایا تو میری تلوار اس کی حیات کے لئے شمشیر اجل ہو گی۔ ابوسفیان بھی وہیں تھا اس نے کہا کہ حالات سازگار نہیں اگر تم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو دیدہ و دانستہ مدینہ منورہ لے گئے تو ہماری بہت بڑی رسوائی ہو گی۔ معاملہ کچھ ٹھنڈا پڑنے دو۔ پھر جا کر چھوڑ آنا۔ کنانہ مان گیا اور جب حالات بہتر ہوئے۔ تو حضرت زینبؓ کو مدینہ منورہ بھیج دیا گیا۔ ادھر ابوالعاص بھی ہجرت کے ساتویں برس مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ حضورؐ نے دوبارہ حضرت زینبؓ کا نکاح ابوالعاص سے کر دیا۔ اور آپ پھر مکہ مکرمہ چلی گئیں۔ ہجرت کا آٹھواں سال تھا کہ حضرت زینبؓ نے حماد بن اسود کے نیزہ کی ضرب کے باعث وفات پائی۔ حضرت زینب کا ایک صاحبزادہ جن کا اسم گرامی علیؓ اور ایک صاحبزادی امامہؓ نامی تھیں۔ حضورؐ نے خود حضرت زینبؓ کو قبر میں اتارا اور نمازِ جنازہ بھی آپؐ ہی نے پڑھائی۔

حضرت رقیہؓ

بھی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے شکم مبارک سے تھیں۔ نبوت سے پیشتر حضورؐ نے حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کی شادی ابولہب کے دونوں بیٹوں عتیبہ اور عتبہ سے کر دی تھی۔ حضرت رقیہؓ کا نکاح عتبہ بن ابولہب اور حضرت ام کلثومؓ کا نکاح عتیبہ بن ابولہب سے ہوا۔ ابولہب نے حضورؐ کی مخالفت کی۔ بیہودہ اور ناشائستہ کلمات آپؐ کی شان میں کہے۔ تو قرآنِ کریم نے سورۃ لہب میں ابولہب کا فیصلہ دیا۔ ابولہب آگ بگولا ہو گیا۔ ابولہب اور اس کی بیوی نے اپنے دونوں بیٹوں کو مجبور کیا۔ کہ حضرت محمدؐ کی بیٹیوں کو طلاق دے دو۔ ورنہ ہمارا اور تمہارا ایک ساتھ کھانا پینا حرام ہے۔ بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت عثمانؓ مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا۔

حضرت ام کلثومؓ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی تھیں۔ حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ سے آپ کا نکاح ہوا۔ اسی وجہ سے حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین (دو نوروں والا) بھی کہتے ہیں۔ وہ اس لئے کہ پہلے آپؓ کا نکاح حضرت رقیہؓ اور پھر حضرت ام کلثومؓ سے ہوا تھا۔ ۹ھ کو حضرت ام کلثوم اس جہانِ فانی سے تشریف لے گئیں۔ حضورؐ نے اپنی چادر مبارک کا کفن دیا۔ اور خود ہی نماز جنازہ پڑھائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

حضرت فاطمۃ الزہراؓ

آپؓ رسولِ خداؐ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھیں۔ خوبصورت بے حد تھیں۔ اس لئے حضورؐ نے آپ کو (زہرا) کا خطاب دیا۔ آپؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی۔ جہیز میں آپؓ کو ایک چمڑے کا گدا جس میں کھجور کی چھال تھی۔ دو چکیاں، ایک مشکیزہ اور دو مٹی کے گھڑے ملے۔ حضرت علیؓ نے ولیمہ میں جو کی روٹی، کھجور، پنیر اور خاص قسم کا شوربہ دیا۔ حضرت سلمانؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؓ چکی پیستے بھی قرآن پڑھا کرتی تھیں۔ خدا سے بہت ڈرتی تھیں۔ تمام رات عبادت میں گذار دیتی تھیں۔ جب حضورؐ کا وقتِ رحلت قریب تھا۔ تو آپؐ کی بے چینی دیکھ کر دل برداشتہ ہو گئیں۔ اور بے ساختہ "ہائے میرے ابا جان" کے الفاظ منہ سے نکالے حضورؐ نے فرمایا۔ بیٹی! اب آپ کے ابا کو بے چینی نہیں رہے گی۔ اور آپؐ کے گوش مبارک میں حضورؐ نے کچھ فرمایا۔ بعد

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری G/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۰۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

شرک کا روگ

خدا تعالےٰ فرماتا ہے جن لوگوں سے تم حاجتیں طلب کرتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں مار سکتے۔ یاد رکھو۔ بجز ہمارے کوئی ہستی تمہاری ضرورت پوری نہیں کر سکتی جس قدر تمہاری ضرورتیں ہیں وہ ہم ہی پورا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو قرآن پاک نے جس قدر شرک سے متنفر بنایا اسی قدر وہ اپنی جہالت اور نا فہمی کے باعث اس نجاست میں آلودہ ہیں — قبر پرستی، شخصیت پرستی وغیرہ اور اسی قسم کی کئی اور بیماریاں آج اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے والوں میں عموماً پائی جاتی ہیں۔ افسوس کہ آج غیر اللہ کی پرستش کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان کہلا کر اسلام کا نام بدنام کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان من حیث القوم دیگر اقوام عالم کی نظروں میں ذلیل ہیں۔

خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کے نفع ونقصان پر قادر نہیں ہیں۔ یعنی جن کو تم اپنا کارساز و حامی سمجھتے ہو وہ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے وہ تو خود خدا کے محتاج ہیں۔ مشرک لوگ کس قدر جاہل واقع ہوتے ہیں۔ کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے مانگتے ہیں۔ مالک کو چھوڑ کر مملوک کو پکارتے ہیں۔ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ قبروں سے حاجت طلب کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ ایک شیطان لگ جاتا ہے۔ جو ہمیشہ غلط راستے کی ترغیب دیتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو وہی راستہ صحیح معلوم ہوتا ہے جس پر ہمارے باپ دادا چلتے آئے ہیں۔ ان سے پوچھو کہ عقل کے کورو! اگر تمہارے بڑے صحیح راستہ پر نہ ہوں تو تم بھی ان کے پیچھے لگے رہو گے۔ وہی اندھی تقلید اندھی کی لکڑی۔ یعنی جو شخص اندھے کی لکڑی کے سہارے چلا جا رہا ہو اسے کیا معلوم کہ صحیح راستہ کون سا ہے؟ بڑوں کی اندھی تقلید اللہ اور رسولؐ سے صریح بغاوت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جانور سے بدتر ہیں وہ لوگ جو دین حق کو نہ سمجھیں۔ خدا تعالےٰ تمام گناہ بخش سکتا ہے مگر مشرک کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ دنیا میں چند روز فائدہ اٹھا کر ہماری طرف لوٹ کر آتا ہے۔ پھر ہم ان کو شرک وکفر کی وجہ سے عذاب شدید کا مزہ چکھائیں گے۔ قوم عاد اور قوم ثمود نے بھی یہی کہا تھا کہ جو طریقہ ہمارے بزرگوں کا ہے ہم اسی طریقہ پر چلیں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غضب الٰہی ان پر نازل ہوا اور وہ قوم تباہ و برباد ہو گئی۔ لہٰذا اگر کوئی شخص آج بھی ان مذموم حرکات کا مرتکب ہوگا وہ بھی عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا۔

شرک کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اپنے معتقد کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیتا ہے۔ اور اس قدر بزدل و کمزور بنا دیتا ہے کہ وہ ہر چیز کے سامنے سر جھکا دیتا ہے۔ یاد رکھو مالک ایک ہی اچھا ہوتا ہے۔ اور ایک ہی مالک کو خوش رکھا جا سکتا ہے اور ایک ہی مالک کی تابعداری ہو سکتی ہے ؎

ایک چوکھٹ کے سوا سجدہ نہ کرتے تھے کبھی | در بدر سجدہ گزاری آج رسم عام ہے

سات پیسے کے ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں ——— محمد امین مکان نمبر ۳۶ دہلی کالونی نمبر ۱